Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 60

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ
19

شرح چندہ
سالانہ 350 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
35 پاؤنڈ یا 60 ڈالر امریکن
65 کینیڈین ڈالر
یا 40 یورو

8 جمادی ثانی 1432 ہجری قمری۔ 12 ہجرت 1390 ہش۔ 12 مئی 2011ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیرو عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت وتندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین ۔ اللھم اید امامنا بروح القدس وبارک لنا فی عمرہ وامرہ۔

ہم نے ہی اِسے اُتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے (قرآن کریم)

قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے

.................ارشاد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام.................

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''یادرکھو قرآنِ شریف حقیقی برکات کا سرچشمہ اور نجات کا سچا ذریعہ ہے۔ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطی ہے جو قرآنِ شریف پر عمل نہیں کرتے۔ عمل نہ کرنے والوں میں سے ایک گروہ تو وہ ہے جس کو اس پر اعتقاد ہی نہیں اور وہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام ہی نہیں سمجھتے۔ یہ لوگ تو بہت دور پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے اور نجات کا شفا بخش نسخہ ہے اگر وہ اس پر عمل نہ کریں تو کس قدر تعجب اور افسوس کی بات ہے۔ ان میں سے بہت سے تو ایسے ہیں جنہوں نے ساری عمر میں کبھی اسے پڑھا ہی نہیں۔ پس ایسے آدمی جو خدا تعالیٰ کی کلام سے ایسے غافل اور لاپرواہ ہیں اُن کی ایسی مثال ہے کہ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں چشمہ نہایت ہی مصفّٰی اور شیریں اور خنک ہے''۔ (صاف اور میٹھا اور ٹھنڈا پانی ہے) ''اور اس کا پانی بہت سی امراض کے واسطے اکسیر اور شفا ہے۔ یہ علم اس کو یقینی ہے لیکن باوجود اس علم کے اور باوجود پیاسا ہونے اور بہت سی امراض میں مبتلا ہونے کے وہ اس کے پاس نہیں جاتا تو یہ اس کی کیسی بدقسمتی اور جہالت ہے۔ اسے تو چاہئے تھا کہ وہ اس چشمے پر منہ رکھ دیتا اور سیراب ہو کر اُس کے لطف اور شفا بخش پانی سے حظ اٹھاتا مگر وہ باوجود علم کے اس سے ویسا ہی دور ہے جیسا کہ ایک بے خبر۔ اور اس وقت تک اس سے دُور رہتا ہے جو موت آکر خاتمہ کر دیتی ہے۔ اس شخص کی حالت بہت ہی عبرت بخش اور نصیحت خیز ہے۔ مسلمانوں کی حالت اس وقت ایسی ہی ہو رہی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ساری ترقیوں اور کامیابیوں کی کلید یہی قرآنِ شریف ہے جس پر ہم کو عمل کرنا چاہئے۔ مگر نہیں، اس کی پرواہ بھی نہیں کی جاتی۔ ایک شخص'' (یعنی اپنے آپ کے بارہ میں کہہ رہے ہیں کہ) ''ایک شخص جو نہایت ہمدردی اور خیر خواہی کے ساتھ اور پھر نری ہمدردی ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے حکم اور ایماء سے اس طرف بلاوے تو اُسے کذّاب اور دجّال کہا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اَور کیا قابلِ رحم حالت اس قوم کی ہوگی''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 140 جدید ایڈیشن ربوہ)

اسی طرح حضور فرماتے ہیں:

''قرآن شریف میں یہ وعدہ تھا کہ خدا تعالیٰ فتنوں اور خطرات کے وقت میں دینِ اسلام کی حفاظت کرے گا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10)۔ سو خدا تعالیٰ نے بموجب اس وعدہ کے چار قسم کی حفاظت اپنے کلام کی کی۔

اوّل: حافظوں کے ذریعہ سے اس کے الفاظ اور ترتیب کو محفوظ رکھا اور ہر ایک صدی میں لاکھوں ایسے انسان پیدا کئے جو اس کی پاک کلام کو اپنے سینوں میں حفظ رکھتے ہیں۔ ایسا حفظ کہ اگر ایک لفظ پوچھا جائے تو اس کا اگلا پچھلا سب بتا سکتے ہیں اور اس طرح پر قرآن کو تحریفِ لفظی سے ہر ایک زمانہ میں بچایا۔

دوسرے: ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہمِ قرآن عطا ہوا ہے۔ جنہوں نے قرآنِ شریف کے اجمالی مقامات کی احادیثِ نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریفِ معنوی سے محفوظ رکھا۔

تیسرے: متکلمین کے ذریعہ سے جنہوں نے قرآنی تعلیمات کو عقل کے ساتھ تطبیق دے کر (عقل کے مطابق کر کے یا عقلی دلیلوں کے ساتھ) خدا کی پاک کلام کو کوتہ اندیش فلسفیوں کے استخفاف سے بچایا ہے۔

چوتھے: روحانی انعام پانے والوں کے ذریعہ سے جنہوں نے خدا کی پاک کلام کو ہر ایک زمانہ میں معجزات اور معارف کے منکروں کے حملہ سے بچایا ہے''۔

فرماتے ہیں کہ ''سو یہ پیشگوئی کسی نہ کسی پہلو کی وجہ سے ہر ایک زمانہ میں پوری ہوتی رہی ہے'' (قرآنِ کریم کی پیشگوئی کہ مَیں نے یہ کتاب اتاری اور مَیں اس کی حفاظت کروں گا۔) فرمایا ''اور جس زمانہ میں کسی پہلو پر مخالفوں کی طرف سے زیادہ زور دیا گیا تھا اسی کے مطابق خدا تعالیٰ کی غیرت اور حمایت نے مدافعت کرنے والا پیدا کیا ہے لیکن یہ زمانہ جس میں ہم ہیں یہ ایک ایسا زمانہ تھا جس میں مخالفوں نے ہر چہار پہلو کے رو سے حملہ کیا تھا اور یہ ایک سخت طوفان کے دن تھے کہ جب سے قرآنِ شریف کی دنیا میں اشاعت ہوئی ایسے خطرناک دن اسلام نے کبھی نہیں دیکھے۔ بدبخت اندھوں نے قرآنِ شریف کی لفظی صحت پر بھی حملہ کیا اور غلط ترجمے اور تفسیریں شائع کیں۔ بہتیرے عیسائیوں اور بعض نیچریوں اور کم فہم مسلمانوں نے تفسیروں اور ترجموں کے بہانے سے تحریفِ معنوی کا ارادہ کیا اور بہتوں نے اس بات پر زور دیا کہ قرآن اکثر جگہ میں علوم عقلیہ اور مسائل مسلّمہ مثبتہ طبعی اور ہیئت کے مخالف ہے''۔ (بعض ایسے ثابت شدہ مسائل جو طبیعات اور ہیئت دانوں کے ہیں اس کے مخالف ہیں)۔ فرمایا ''اور نیز یہ کہ بہت سے دعاوی اس کے عقلی تحقیقاتوں کے برعکس ہیں اور نیز یہ کہ اس کی تعلیم جبر اور ظلم اور بے اعتدالی اور ناانصافی کے طریقوں کو سکھاتی ہے۔ اور نیز یہ کہ بہت سی باتیں اس کی صفاتِ الٰہیہ کے مخالف اور قانونِ قدرت اور صحیفۂ فطرت کے منافی ہیں اور بہتوں نے پادریوں اور آریوں میں سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور قرآنِ کریم کے نشانوں اور پیش گوئیوں سے نہایت درجہ کے اصرار سے انکار کیا اور خدا تعالیٰ کی پاک کلام اور دینِ اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی صورت کھینچ کر دکھلائی اور اس قدر افتراء سے کام لیا جس سے ہر ایک حق کا طالب خواہ نخواہ نفرت کرے۔ لہٰذا اب یہ زمانہ ایسا زمانہ تھا کہ جو طبعاً چاہتا تھا کہ جیسا کہ مخالفوں کے فتنہ کا سیلاب بڑے زور سے چاروں پہلوؤں پر حملہ کرنے کے لئے اٹھا ہے ایسا ہی مدافعت بھی چاروں پہلوؤں کے لحاظ سے ہو اور اس عرصہ میں چودھویں صدی کا آغاز بھی ہو گیا۔ اس لئے خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے وعدہ کے موافق جو اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ہے اس فتنہ کی اصلاح کے لئے ایک مجدد بھیجا۔ مگر چونکہ ہر ایک مجدد کا خدا تعالیٰ کے نزدیک ایک خاص نام ہے اور جیسا کہ ایک شخص جب ایک کتاب تالیف کرتا ہے تو اس کے مضامین کے مناسبِ حال اس کتاب کا نام رکھ دیتا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اس مجدد کا نام خدماتِ مفوضہ کے مناسبِ حال مسیح رکھا کیونکہ یہ بات مقرر ہو چکی تھی کہ آخر الزمان کے صلیبی فتنوں کی مسیح اصلاح کرے گا۔ پس جس شخص کو یہ اصلاح سپرد ہوئی ضرور تھا کہ اس کا نام مسیح موعود رکھا جائے۔ پس سوچو کہ یَکۡسِرُ الصَّلِیۡبَ کی خدمت کس کو سپرد ہے۔ اور کیا اب یہ وہی زمانہ ہے یا کوئی اَور ہے؟ سوچو خدا تمہیں تھام لے''۔

(ایام الصلح ۔ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 288-290)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ضرورت نبوت

اِن دنوں ہندوستان کے طول وعرض میں ''تحفظ ختم نبوت'' کے نام سے مولویوں نے جو ادھم مچا رکھا ہے اس سلسلہ میں ان کی تقاریر کوسن کر اور عام مسلمانوں میں ان کے ردعمل کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ کون سا اسلام ہے جس کا یہ چرچا کر رہے ہیں اور کون سے اخلاق ہیں جن کا مظاہرہ برسرعام گلیوں، بازاروں، اسٹیجوں میں کیا جارہا ہے۔

یہ مولوی ''تحفظ ختم نبوت'' کے نام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپؐ کی اُمت میں آپؐ کی اتباع میں آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کو قائم کرنے اور قرآن کریم کی تعلیم کو پھیلانے والے کسی بھی نبی کے آنے کے منکر ہیں۔ جب انکے سامنے یہ سوال پیش کیا جاتا ہے کہ دنیا میں ضلالت وگمراہی گذشتہ زمانوں کی نسبت بہت زیادہ شدت کے ساتھ پھیل چکی ہے اور روز نئے نئے روپ ورنگ میں ظاہر ہو رہی ہے۔ شریعت اسلامیہ پس پشت ڈال دی گئی ہے۔ قرآن کریم کے احکام جاننے کا اوّل تو تھوڑے بہت لوگوں کو دعویٰ ہے اور جو یہ دعویٰ رکھتے ہیں وہ عمل سے خالی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اپنے لئے باعث صد فخر سمجھنے والا اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت میں ایک شعشہ کی کمی وبیشی کرنا کفر سمجھنے والا شریعت اسلامیہ کے ازسرنو قیام کی کوشش کرنے والا کوئی نبی نہ آئے۔؟ اور اس کا کوئی جواب ان کے پاس نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! اس سوال کا کوئی معقولی جواب ان علماء کے پاس نہیں ہے اور کوئی عالم یہ نہیں بتاتا کہ جب گمراہی اور ضلالت کا سلسلہ شیطان کی طرف سے جاری ہے اور پہلے سے حد درجہ بڑھ چکا ہے تو اس کو دور کرنے کیلئے رحمان خدا کا انبیاء کے مبعوث کرنے کا جو سلسلہ ہے وہ کیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بند ہو گیا؟ قرآن مجید اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات مبارکہ سے یہ امر واضح ہے کہ نبوت کی ضرورت آج بھی پہلے زمانوں کی طرح موجود ہے۔ خدا تعالیٰ جس طرح پہلے زمانہ میں اپنے انبیاء کو بنی نوع کی ہدایت کیلئے بھیجتا رہا ہے اب بھی بنی نوع کی ہدایت کیلئے بھیج سکتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اب نبی صرف اور صرف آنحضرت ﷺ کی پیروی اور آپؐ کی لائی ہوئی شریعت کے قیام کے لئے ہی آسکتا ہے اور وہ ظلی نبی ہوگا جو آنحضرتؐ کے فیض سے فیضیاب ہوگا۔ کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوسکتا جو دین اسلام کو منسوخ کردے اور اس کی جگہ کوئی نیا مذہب نیا دین لائے۔

قارئین کرام! نبیوں کی ضرورت کا انکار کرنے والے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) جو سرے سے ہی نبوت اور الہام کی ضرورتوں کے منکر ہیں اور عقل انسانی کو تمام روحانی مشکلات کا مشکل کشا خیال کرتے ہیں گویا یہ لوگ مطلقاً ضرورت نبوت کے انکاری ہیں جیسے برھمو سماجی یا مغربی فلسفہ سے متاثر افراد وغیرہ۔

(۲) ایک خاص وقت یا خاص فرد کے بعد ضرورت نبوت سے ہمیشہ کیلئے منکر گروہ۔ تاریخ مذاہب میں اس کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان میں آریہ سماج کے نام سے ایک فرقہ ہندو مذہب میں موجود ہے ان کا دعویٰ ہے کہ اگنی، وایو، انگرا، آدت وغیرہ رشیوں کے بعد آسمانی الہام بند ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کسی قسم کے آسمانی الہام یا ضرورت نبوت کے وہ منکر ہیں۔ یہودی اسرائیلی نبیوں کے بعد ضرورت نبوت کے منکر ہیں۔ عیسائی حضرت مسیحؑ اور حواریوں کے بعد نبوت والہام کی ضرورت سے انکاری ہیں۔ مسلمان ان سب کے بعد آئے۔ مگر ان میں سے اکثر حصہ کا یہ خیال ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ اب نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے۔ مذاہب عالم کی تاریخ اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ اہل مذاہب جو نبیوں کی آمد کے قائل اور ضرورت نبوت کے اقراری ہوتے ہیں ایک عرصہ کے بعد اُن میں سے اکثر حصہ ضرورت نبوت کا منکر ہو جاتا رہا ہے۔

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ نبیوں کی ضرورت کا انکار بنی نوع انسان آخر کیوں کرتے تا ہے؟ اور اس کی بنیادی وجوہات کیا ہوتی ہیں؟۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبیوں کی ضرورت کا انکار کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَ، وَهُوَالْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۔ (البقرۃ:۹۲)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس پر ایمان لے آؤ جو اللہ نے نازل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں جو ہم پر اُتارا گیا جبکہ وہ اسی کا انکار کرتے ہیں جو اس کے علاوہ (اُتارا گیا) ہے حالانکہ وہ حق ہے جو اُس کی تصدیق کر رہا ہے جو اُن کے پاس ہے۔

گویا کہ ایک بڑی وجہ ضرورت نبوت کے انکار کی یہ ہے کہ لوگ اپنے تصدیق کردہ نبی اور اُس کی کتاب و تعلیم سے جھوٹی محبت کا دعویٰ کر رہے ہوتے ہیں اور اُن کے بعد کسی دوسرے نبی کو ماننے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ دوسری بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنے علمی سرمایہ پر قانع ہو جاتے ہیں اور اُسی پر اکتفاء کر لیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَ هُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُ وْنَ۔ (المومن سورۃ ۴۰ آیت ۸۴)

ترجمہ: پس جب ان کے پاس ان کے پیغمبر کھلے کھلے نشان لیکر آئے تو وہ اسی علم پر شاداں رہے جو اُن کے پاس تھا اور ان کو اسی بات نے گھیر لیا جس سے وہ تمسخر کیا کرتے تھے۔

قارئین! قرآن مجید کی ان دو آیات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں (۱) کسی کتاب کے ماننے والے دوسری کتاب کا انکار اس سبب سے کرتے ہیں کہ وہ اپنی کتاب اور اپنے نبی پر اکتفاء کر لیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم پر جو نازل ہوا ہے وہ سب سے بہتر ہے اب کسی اور الہام کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ گزشتہ لوگ اپنے علم پر تکبر کرتے ہیں اور اس بات کا انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اب کسی نئے الہام اور نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

یہاں پر اس سوال کا ازالہ کرنا بھی ضروری ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے وقت دیگر کتب کے ماننے والوں کے یہ شکوک وشبہات ہیں جن کا قرآن مجید نے ذکر کیا ہے۔ قرآن مجید چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مکمل اور افضل ترین اور خاتم الکتب ہے اس لئے قرآن مجید کے بعد اب اور کسی بھی شریعت کے نزول کی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رہی۔ قرآن مجید قیامت تک کیلئے ہے اور اس کے اوامر ونواہی اور اس کے اصولوں پر گامزن کرنے کیلئے ہر دور میں مجددین اور کامل متبعین کی ضرورت ہمیشہ باقی ہے اور خود قرآن مجید نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے کہ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:۱۰)

یعنی ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اس آیت میں جہاں قرآن مجید کی ظاہری حفاظت کا دائمی اعلان کیا گیا ہے وہاں قرآن مجید کی باطنی حفاظت کیلئے مجددین اور ظلی نبی کی آمد کی خبر دی گئی ہے اور ساتھ ہی نبوت کے اجراء کی بھی خبر دی گئی ہے۔

قارئین کرام! تمام وہ اہل مذاہب جن کے ماننے والے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کے بعد کسی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی وہ حقیقت نبوت سے ناواقف ہیں۔ ہمارا اُن سب سے ایک مؤدبانہ سوال ہے کہ کیا وہ آج تک اسی مقام اور صلاحیت پر قائم ہیں اور تقویٰ کے اُس معیار کو بلند کئے ہوئے ہیں جہاں اُن کے نبی ان کو کھڑا کر کے گئے تھے ظاہر ہے کہ انہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ اصلاح اور تقویٰ کا معیار گر چکا ہے بلکہ یہاں تک تنزل اختیار کر گیا ہے کہ اگر اصلی نبی دوبارہ اپنی اُمت کی طرف واپس آئے تو شاید وہ خود ہی اپنی اُمت کو پہچان نہ سکے۔ تو پھر جب حالت یہ ہے تو نہ معلوم کیوں ضرورت نبوت کا انکار کیا جاتا ہے جب تک اس بات کی کوئی گارنٹی نہ لی جائے کہ آئندہ فساد پیدا نہ ہوگا۔ آئندہ ظلم وتاریکی نہ ہوگی۔ آئندہ نبیوں کی قائم کردہ روحانیت یکساں طور پر قائم رہے گی اُس وقت تک نبوت کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہاں پر یہ بیان کرنا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ اگرچہ ظاہری لفظوں میں امۃ محمدیہ کے علماء آنحضورؐ کے بعد کسی بھی نبی کی آمد کے انکاری ہیں لیکن حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے اقراری ہیں اس سے پتہ چلتا ہے ضرورت نبوت باقی ہے اور اپنے عقیدہ سے بزبان حال اس کا اقرار بھی ہے لیکن انہیں یہ برداشت نہیں کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شخص آنحضور ﷺ کی کامل غلامی میں نبوت کا مرتبہ حاصل کر لے۔ شاید اس سے اُمت محمدیہؐ میں ان کی اپنی اجارہ داری پر حرف آتا ہے اور یہ سوائے اپنے کسی کو امت کا رہنما تسلیم نہیں کر سکتے اور یہ امت میں سے کسی کو منظور نہ ہوگا اس لئے ان علماء نے آنحضرتؐ کے بعد سرے سے ہی نبوت کے وجود اور ضرورت کا انکار کر دیا۔

ضرورت نبوت کے متعلق جہاں عقلی دلائل ہیں وہاں نقلی دلائل بھی بکثرت پائے جاتے ہیں اور نہ صرف اسلام ہی بلکہ دیگر مذاہب بھی اس بات کے قائل ہیں کہ نبوت کی ضرورت اور نبیوں کی آمد ہوتی رہے گی۔ ہندو مذہب کے مشہور ریفارمر حضرت کرشن جی مہاراج اپنی کتاب ''گیتا'' میں ارجن کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

یدا یدا ھی دھرمسیہ گلا نربھوتی بھارت
ابھیو تھانم ادھر مسیہ تدا تمانم آتمانم سرجامی اہم

(گیتا باب ۴ شلوک نمبر ۷)

ترجمہ: اے ارجن جب بھی مذہب پر اندھیرا چھا جائے گا اور ادھرم کا بول بالا ہوگا تب تب میں ظاہر ہوں گا یعنی میرا صفاتی ظہور ہوگا گویا حضرت کرشن علیہ السلام کے نزدیک آئندہ وقتوں میں نبیوں کی آمد کی ضرورت باقی ہے اس لئے وہ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ میرا صفاتی ظہور ہوگا پھر اس اعلان کے ہوتے ہوئے آریہ سماجیوں کا یہ کہنا کہ خدا تعالیٰ نے اب الہام اور نبیوں کی آمد کا سلسلہ بند کر دیا ہے قابل قبول نہیں رہتا۔ ست یگ میں الہام کی ضرورت ہو جبکہ نیکیوں اور اچھائیوں کا زور زیادہ ہوتا ہے اور اس کے مقابل پر کلیگ میں جبکہ لوگ خدا اور نیکوکاری سے دور ہوں ضرورت نبوت کا انکار کر دیا جائے۔ تعجب انگیز امر ہے۔

قارئین انشاء اللہ اگلی قسط میں ہم قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبویہ سے ضرورت نبوت پر روشنی ڈالیں گے۔ (باقی)

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور مسلمانوں سے ہمدردی کا تقاضا ہے کہ احمدی ان دنوں میں خاص طور پر عالَمِ اسلام اور مسلمانوں کے لئے توجہ سے دعائیں کریں۔

مسلمانوں کو ایک کرنے کے لئے ، انصاف قائم کرنے کے لئے ، دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے نظامِ خلافت ہی ہے جو صحیح رہنمائی کرسکتا ہے۔ نظامِ خلافت سے وابستگی سے ہی مسلم اُمّہ کی بقا ہے۔ لیکن یہ خلافت مسلمانوں کے پُر جوش احتجاج سے یا عوامی کوششوں اور تحریکوں سے قائم نہیں ہونی تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہو چکی ہے۔ آؤ اور اس الٰہی نظام کا حصّہ بن کر مسلم اُمّہ کی مضبوطی کا باعث بن جاؤ۔

عالَمِ اسلام کے موجودہ پریشان کن اور دردناک حالات کا بصیرت افروز تجزیہ اور مسلمان حکمرانوں اور عوام کو تقویٰ سے کام لیتے ہوئے اور ہر قسم کے ظلم و تعدّی سے باز رہتے ہوئے عقل و دانش کے ساتھ معاملات کو نپٹانے کی نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 25رفروری 2011ء بمطابق 25رتبلیغ 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج مَیں ایک دعا کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں جس کا تعلق تمام عالَمِ اسلام سے ہے۔ اِس وقت مسلمانوں سے ہمدردی کا تقاضا ہے اور ایک احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت ہے اور ہونی چاہئے، اُس کا تقاضا ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے کلمہ پڑھتا ہے، جو بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، جو بھی مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی بھی قسم کے نقصان کا نشانہ بنایا جا رہا ہے یا کسی بھی مسلمان ملک میں کسی بھی طرح کی بے چینی اور لاقانونیت ہے اُس کے لئے ایک احمدی جو حقیقی مسلمان ہے، اُسے دعا کرنی چاہئے۔ ہم جو اس زمانے کے امام کو ماننے والے ہیں ہمارا سب سے زیادہ یہ فرض بنتا ہے کہ مسلمانوں کی ہمدردی میں بڑھ کر اظہار کرنے والے ہوں۔ جب ہم عہدِ بیعت میں عام خلق اللہ کے لئے ہمدردی رکھنے کا عہد کرتے ہیں تو مسلمانوں کے لئے تو سب سے بڑھ کر اس جذبے کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس دنیاوی حکومت اور وسائل تو نہیں جس سے ہم مسلمانوں کی عملی مدد بھی کرسکیں یا کسی بھی ملک میں اگر ضرورت ہو تو کرسکیں، خاص طور پر بعض ممالک کی موجودہ سیاسی اور مُلکی صورتِ حال کے تناظر میں ہمارے پاس یہ وسائل نہیں ہیں کہ ہم جا کر مدد کرسکیں۔ ہاں ہم دعا کرسکتے ہیں اور اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینی چاہئے۔ یا جو احمدی ان ممالک میں بس رہے ہیں یا اُن ممالک کے باشندے ہیں جن میں آج کل بعض مسائل کھڑے ہوئے ہیں، اُن کو دعا کے علاوہ اگر کسی احمدی کے اربابِ حکومت یا سیاستدانوں سے تعلق ہیں تو انہیں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہئے کہ اپنے ذاتی مفادات کے بجائے اُن کو قومی مفادات کو ترجیح دینی چاہئے۔ لیکن اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ عموماً مسلمان اربابِ اختیار اور حکومت جب اقتدار میں آتے ہیں، سیاسی لیڈر جب اقتدار میں آتے ہیں یا کسی بھی طرح اقتدار میں آتے ہیں تو حقوق العباد اور اپنے فرائض بھول جاتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ تو ظاہر ہے تقویٰ کی کمی ہے۔ جس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جس کتاب قرآنِ کریم پر ایمان لانے اور پڑھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اُس کے بنیادی حکم کو بھول جاتے ہیں کہ تمہارے میں اور دوسرے میں مابہ الامتیاز تقویٰ ہے۔ اور جب یہ امتیاز باقی نہیں رہا تو ظاہر ہے کہ پھر دنیا پرستی اور دنیاوی ہوس اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ گو مسلمان کہلاتے ہیں، اسلام کا نام استعمال ہو رہا ہوتا ہے لیکن اسلام کے نام پر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پامالی کی جا رہی ہوتی ہے۔ دولت کو، اقتدار کی ہوس کو، طاقت کے نشہ کو خدا تعالیٰ کے احکامات پر ترجیح دی جا رہی ہوتی ہے یا دولت کو سنبھالنے کے لئے، اقتدار کو مضبوط کرنے کے لئے غیر ملکی طاقتوں پر انحصار کیا جا رہا ہوتا ہے۔ غیر طاقتوں کے مفادات کی حفاظت اپنے ہم وطنوں اور مسلم اُمّہ کے مفادات کی حفاظت سے زیادہ ضروری سمجھی جاتی ہے اور اس کے لئے اگر ضرورت پڑے تو اپنی رعایا پر ظلم سے بھی گُریز نہیں کیا جاتا۔ پھر ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ دولت کی لالچ نے سربراہانِ حکومت کو اس حد تک خودغرض بنا دیا ہے کہ اپنے ذاتی خزانے بھرنے اور حقوق العباد کی ادنیٰ سی ادائیگی میں بھی کوئی نسبت نہیں رہنے دی۔ اگر سَو (100) اپنے لئے ہے تو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لئے ہے۔ جو خبریں باہر نکل رہی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ کسی سربراہ نے سینکڑوں کلوگرام سونا باہر نکال دیا تو کسی نے اپنے تہ خانے خزانے سے بھرے ہوئے ہیں۔ کسی نے سوئس بینکوں میں مُلک کی دولت کو ذاتی حساب میں رکھا ہوا ہے اور کسی نے غیر ممالک میں بے شمار، لاتعداد جائیدادیں بنائی ہوئی ہیں اور مُلک کے عوام روٹی کے لئے ترستے ہیں۔ یہ صرف عرب مُلکوں کی بات نہیں ہے۔ مثلاً پاکستان ہے وہاں مہنگائی اتنی زیادہ ہو چکی ہے کہ بہت سارے عام لوگ ایسے ہوں گے جن کو ایک وقت کی روٹی کھانا بھی مشکل ہے۔ لیکن سربراہ جو ہیں، لیڈر جو ہیں وہ اپنے محلوں کی سجاوٹوں اور ذاتی استعمال کے لئے قوم کے پیسے سے لاکھوں پاؤنڈ کی شاپنگ کر لیتے ہیں۔ پس چاہے پاکستان ہے یا مشرقِ وسطیٰ کے ملک ہیں یا افریقہ کے بعض ملک ہیں جہاں مسلمان سربراہوں نے جن کو ایک رہنما کتاب، شریعت اور سنت ملی جو اپنی اصلی حالت میں آج تک زندہ و جاوید ہے۔ باوجود اس قدر رہنمائی کے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی دھجیاں اڑائی ہیں۔

پس امتِ مسلمہ تو ایک طرف رہی یعنی دوسرے ملک جن کے حقوق ادا کرنے ہیں یہاں تو اپنے ہم وطنوں کے بھی مال غصب کئے جا رہے ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ تقویٰ پر چل کر حکومت چلانے والے ہوں گے، یا حکومت چلانے والے ہو سکتے ہیں۔ یہ لوگ ملک میں فساد اور افراتفری پیدا کرنے کا ذریعہ تو بن سکتے ہیں۔ طاقت کے زور پر کچھ عرصہ حکومتیں تو قائم کر سکتے ہیں لیکن عوام الناس کے لئے سکون کا باعث نہیں بن سکتے۔ پس ایسے حالات میں پھر ایک ردّعمل ظاہر ہوتا ہے جو گو اچانک ظاہر ہوتا ہوا نظر آ رہا ہوتا ہے لیکن اچانک نہیں ہوتا بلکہ اندر ہی اندر ایک لاوا پک رہا ہوتا ہے جو اَب بعض ملکوں میں ظاہر ہونا شروع ہو گیا ہے اور بعض میں اپنے وقت پر ظاہر ہوگا۔ جب یہ لاوا پھٹتا ہے تو پھر یہ بھی طاقتوروں اور جابروں کو بھسم کر دیتا

ہے۔اور پھر کیونکہ ایسے ردّ عمل کے لئے کوئی معین لائحہ عمل نہیں ہوتا۔اور مظلوم کا ظالم کے خلاف ایک ردّ عمل ہوتا ہے۔اپنی گردن آزاد کروانے کے لئے اپنی تمام تر قوتیں صرف کی جارہی ہوتی ہیں۔اور جب مظلوم کامیاب ہو جائے تو وہ بھی ظلم پر اُتر آتا ہے۔اس لئے مَیں کہہ رہا ہوں کہ احمدی کو اسلامی دنیا کے لئے خاص طور پر بہت زیادہ دعاؤں کی ضرورت ہے۔اس سے پہلے کہ ہر ملک اس لپیٹ میں آ جائے اور پھر ظلموں کی ایک اور طویل داستان شروع ہو جائے۔ خدا تعالیٰ حکومتوں اور عوام دونوں کو عقل دے اور تقویٰ کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگر مسلمان لیڈر شپ میں تقویٰ ہوتا،حقیقی ایمان ہوتا تو جہاں سربراہانِ حکومت جو بادشاہت کی صورت میں حکومت کر رہے ہیں یا سیاستدان جو جمہوریت کے نام پر حکومت کر رہے ہیں، وہ اپنے عوام کے حقوق کا خیال رکھنے والے ہوتے۔ پھر اسلامی ممالک کی ایک تنظیم ہے، یہ تنظیم صرف نام کی تنظیم نہ ہوتی بلکہ مسلمان ممالک انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ایک دوسرے کی مدد کرنے والے ہوتے نہ کہ اپنے مفادات کے لئے اندرخانے ایسے گروپوں کی مدد کرنے والے جو دنیا میں فساد پیدا کرنے والے ہیں۔اگر حقیقی تقویٰ ہوتا تو عالمِ اسلام کی ایک حیثیت ہوتی۔ عالمِ اسلام اپنی حیثیت دنیا سے منواتا۔ برّ اعظم ایشیا کا ایک بہت بڑا حصہ اور دوسرے برّ اعظموں کے بھی کچھ حصوں میں اسلامی ممالک ہیں، اسلامی حکومتیں ہیں۔لیکن دنیا میں عموماً ان سب ممالک کو غریب قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا غیر ترقی یافتہ قوموں کی حیثیت سے جانا جاتا ہے یا کچھ ترقی پذیر کہلاتی ہیں۔بعض جن کے پاس تیل کی دولت ہے، وہ بھی بڑی حکومتوں کے زیرِ نگیں ہیں۔ان کے بجٹ، ان کے قرضے جو وہ دوسروں کو دیتے ہیں، اُن کی مدد جو وہ غریب ملکوں کو دیتے ہیں، یا مدد کے بجٹ جو غریب ملکوں کے لئے مختص کئے ہوتے ہیں اُس کی ڈور بھی غیر کے ہاتھ میں ہے۔خوفِ خدا نہ ہونے کی وجہ سے، خدا کے بجائے بندوں سے ڈرنے کی وجہ سے، نااہلی اور جہالت کی وجہ سے اور اپنے ذاتی مفادات کی وجہ سے نہ ہی دولت کا صحیح استعمال اپنے ملکوں میں انڈسٹری کو ڈویلپ (Develop) کرنے میں ہوا ہے، نہ زراعت کی ترقی میں ہوا ہے۔ حالانکہ مسلمان ممالک کی دولتِ مشترکہ مختلف ملکوں کے مختلف موسمی حالات کی وجہ سے مختلف النوع فصلیں پیدا کرنے کے قابل ہے۔ یہ مسلمان ملک مختلف قدرتی وسائل کی دولت اور افرادی قوت سے اور زرخیز ذہن سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔لیکن کیونکہ مفادات اور ترجیحات مختلف ہیں، اس لئے یہ سب کچھ نہیں ہو رہا۔آخر کیوں مسلمان ملکوں کے سائنسدان اور موجد اپنے زرخیز ذہن کی قدر ترقی یافتہ ممالک میں جا کر کرواتے ہیں۔اس لئے کہ اِن کی قدر اپنے ملکوں میں اُس حد تک نہیں ہے۔اُن کو استعمال نہیں کیا جاتا۔اُن کو سہولتیں نہیں دی جاتیں۔ جب اُن کے قدم آگے بڑھنے لگتے ہیں تو سربراہوں یا افسر شاہی کے ذاتی مفادات اُن کے قدم روک دیتے ہیں۔مسلمان ملکوں میں ملائشیا مثلاً بڑا ترقی یافتہ یا ٹیکنالوجی کے لحاظ سے آگے بڑھا ہوا سمجھا جاتا ہے لیکن ترقی یافتہ ممالک اُسے بھی ترقی پذیر ممالک میں ہی شمار کرتے ہیں۔ بہرحال یہاں پھر وہی بات آتی ہے کہ تقویٰ کا فقدان ہے۔اور اس کے باوجود کہ تقویٰ کوئی نہیں ہے ہر بات کی تان اسلام کے نام پر ہی ٹوٹتی ہے۔ قدریں بدل گئی ہیں۔اگر ہم نے ترقی کرنی ہے تو ہمیں اپنی صحیح قدروں کی پہچان کرنی ہوگی۔

اب آج کل کی صورتِ حال کس قدر فکر انگیز ہے۔کہاں تو مومن کو یہ حکم ہے کہ مومن ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو دوسرے کو تکلیف ہوتی ہے۔قرآنِ کریم بھی یہ فرماتا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (الحجرات:11) کہ مومن تو بھائی بھائی ہیں۔لیکن بعض ملکوں میں مثلاً مصر سے بھی اور دوسرے ملکوں سے بھی یہ خبریں آئی ہیں کہ حکومت نے قانونی اختیار کے تحت عوام کے خلاف جو کارروائی کی ہے وہ تو کی ہے لیکن اسی پر بس نہیں بلکہ عوام کو بھی آپس میں لڑایا گیا ہے۔ جو حکومت کے حق میں تھے اُنہیں اسلحہ دیا گیا۔ گویا رعایا، رعایا سے لڑی اور اُس میں حکومت نے کردار ادا کیا۔مسلمان ملک اگر جمہوری طرزِ حکومت اپنانے کا اعلان کرتے ہیں تو پھر جب تک عوام کسی قسم کے پُرتشدد احتجاج کا اظہار نہیں کرتے، اُس وقت تک حکومت کو بھی برداشت کرنا چاہئے۔ لیکن خبروں کے مطابق تو ایسا ردّ عمل احتجاج پر بھی حکومتوں کی طرف سے ظاہر ہوا ہے جس نے سینکڑوں جانیں لے لی ہیں۔تو ایک طرف تو مغرب کی نقل میں جمہوریت کا نعرہ ہے اور دوسری طرف برداشت بالکل نہیں ہے اور پھر مُستزاد یہ کہ مسلمان مسلمان پر ظلم کر رہا ہے۔ اگر جمہوریت کی نقل کرنی ہے تو پھر برداشت بھی پیدا کرنی چاہئے۔ اسلامی ممالک کی تنظیم کو جو کردار ادا کرنا چاہئے تھا وہ بھی انہوں نے نہیں کیا۔کوئی اصلاح کی کوشش نہیں ہوئی۔ یہ سب کچھ گزشتہ چند ہفتوں میں مصر، تیونس یا لیبیا وغیرہ دوسرے ملکوں میں ہوا یا ہو رہا ہے۔ یا جو کچھ ایک لمبے عرصے سے شدت پسندوں کے ہاتھوں افغانستان اور پاکستان میں ہو رہا ہے، یہ سب عالمِ اسلام کی بدنامی کا باعث ہے۔ یہ سب اُس بھائی چارے کی نفی ہو رہی ہے جس کا مسلمانوں کو حکم ہے کہ بھائی چارہ پیدا کرو۔ یہ سب اس لئے ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ’’اس وقت تقویٰ بالکل اُٹھ گیا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3صفحہ 22۔جدید ایڈیشن ۔مطبوعہ ربوہ)

پس اس وقت اسلام کی ساکھ قائم کرنے کے لئے، ملکوں میں امن پیدا کرنے کے لئے، عوام الناس اور اربابِ حکومت و اقتدار میں امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے جس کی طرف کوئی بھی توجہ دینے کو تیار نہیں۔توجہ کی صرف ایک صورت ہے کہ توبہ اور استغفار کرتے ہوئے ہر فریق خدا تعالیٰ کے آگے جھکے۔تقویٰ کے راستے کی تلاش کرے۔ یہ دیکھے کہ جب ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) یعنی خشکی اور تری میں فساد کی سی صورت حال پیدا ہو جائے تو کس چیز کی تلاش کرنی چاہئے۔قرآنِ کریم میں بھی اُس کا حل لکھا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس بات کو خوب کھول کر بیان فرمایا ہے کہ اس فساد کو دور کرنے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے اس زمانے میں آپؐ کے مسیح و مہدی کو قبول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا۔ جب تک اس طرف توجہ نہیں کریں گے، دنیاوی لالچ بڑھتے جائیں گے۔اصلاح کے لئے راستے بجائے روشن ہونے کے اندھیرے ہوتے چلے جائیں گے۔اس کے علاوہ اب اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ تقویٰ کا حصول خدا تعالیٰ سے تعلق کے ذریعے سے ہی ملنا ہے۔اور خدا تعالیٰ سے تعلق اُس اصول کے تحت ملے گا جس کی رہنمائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دی، اللہ تعالیٰ نے فرما دی۔

گزشتہ دنوں کسی نے مجھے ایک website سے ایک پرنٹ نکال کر بھیجا جو انگلش میں تھا، جس میں حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کوئی مسلمان تنظیم ہے، اُن کی طرف سے یہ توجہ دلائی گئی تھی کہ اس صورتِ حال کا جو آج اسلامی ملکوں میں پیدا ہو رہی ہے، مستقل حل کیا ہے؟

وہ لکھتا ہے، (مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔مصر اور تیونس کی انہوں نے مثال لی ہے) کہتے ہیں کہ پوری دنیا کے مسلمان مصر اور تیونس کے بھائی بہنوں کی اپنے ممالک کے ظالم حکمرانوں کے خلاف جدّ و جہدِ آزادی دیکھ کر بہت خوش ہیں (یہ ترجمہ مَیں نے کیا ہے اُس کا)۔ہم اِن واقعات پر چند خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔تو پہلی بات اُس نے یہ لکھی کہ یہ بات واضح ہو گئی ہے اور ہم سب اس کے گواہ ہیں کہ اس وقت اسلام کو ضرورت ہے کہ ظالم حکمرانوں کے خلاف آواز اٹھائی جائے۔مصر اور تیونس کے واقعات نے دنیا کو بتا دیا کہ بدعنوان حکمرانوں کو ہٹایا جا سکتا ہے۔

پھر آگے مغربی میڈیا پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اسلام کے خلاف ایسی اصطلاحات استعمال کرتا ہے جس سے اسلام ایک خوفناک مذہب کے طور پر دکھائی دیتا ہے۔لکھتا ہے کہ حالانکہ یہ لوگ نظامِ خلافت کو قبول کرنے کو تیار نہیں جس سے قرآن و حدیث کے تحت نظامِ زندگی کا تصور دیا جاتا ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسلامی طرزِ زندگی سے بدل کرنے کا یہ پروپیگنڈہ ہم گزشتہ دس سال سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ حملہ پردہ، قرآنِ مجید (یعنی بُرقعہ اور قرآنِ مجید) اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کی عزت و حُرمت پر کیا جاتا ہے جو روزمرّہ کی زندگی سے لے کر سیاست کے ایوانوں تک اثر انداز ہوتا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ اسلامی ریاست میں مقامِ خلافت یا اسلامی طرزِ حکومت چونکہ مرکزی کردار کا حامل ہے، اس لئے ہمارے دین کی جان ہے۔اس سے اسلام میں اتحاد کی امید وابستہ ہے جو مصر، غزہ اور سوڈان جیسے ممالک میں اتحاد پیدا کر سکتی ہے۔ پھر کہتا ہے کہ اسلامی طرزِ حکومت میں صرف خلافت ہی ہے جو حکمرانوں پر کڑی نظر رکھ سکتی ہے۔ جہاں وہ حکمران منتخب کئے جاتے ہیں جو ریاست کو جواب دِہ ہوتے ہیں۔آزاد عدلیہ اور میڈیا کا نظام ہوتا ہے۔ جہاں عورت کو ماں، بیوی اور بہن کا مقامِ بلند دلایا جاتا ہے۔ جہاں کسی گورے کو کالے پر فوقیت نہیں ہوتی۔ جہاں بلا امتیاز مذہب و ملّت امیر اور غریب کے لئے ایک ہی قانون ہوتا ہے۔ جہاں ریاست عوام کے لئے روٹی، کپڑا اور مکان مہیا کرتی ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس پر چل کر اُمّت ایک بار پھر اسلام کی اخلاقی اور روحانی قدروں کا نور دنیا میں پھیلا سکتی ہے۔

پھر اُس نے مسلمانوں کو اس بات پر اُبھارنے کی کوشش کی ہے کہ اسلامی نظام کے حق میں پروپیگنڈہ کریں اور اس کے برخلاف جو دنیاوی نظام ہے، اُس کے خلاف آواز اُٹھائیں۔خلافت کے قیام کی کوشش کریں کیونکہ اس کے بغیر مسلم اُمّہ میں اور دنیا میں تبدیلی نہیں آ سکتی۔

تو یہ اُس کی باتوں کا خلاصہ ہے۔مسلمانوں کو ایک کرنے کے لئے، انصاف قائم کرنے کے لئے، دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے یقیناً نظامِ خلافت ہی ہے جو صحیح رہنمائی کر سکتا ہے۔حکمرانوں اور عوام کے حقوق کی نشاندہی اور اس پر عمل کروانے کی طرف توجہ یقیناً خلافت کے ذریعے ہی مؤثر طور پر دلوائی جا سکتی ہے۔ یہ لکھنے والے نے بالکل صحیح لکھا ہے لیکن جو سوچ اس کے پیچھے ہے وہ غلط ہے۔ جو طریق انہوں نے بتایا ہے کہ عوام اٹھ کھڑے ہو جائیں اور نظامِ خلافت کا قیام کر دیں، یہ بالکل غلط ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ نظامِ خلافت سے وابستگی سے ہی اب مسلم اُمّہ کی بقا ہے۔پس جیسا کہ مَیں نے کہا اس تنظیم نے مسلمانوں کی حیثیت منوانے اور اُن کو صحیح راستے پر چلانے کے لئے بہت صحیح حل بتایا ہے لیکن اس کا حصول عوام اور انسانوں کی کوششوں سے نہیں ہو سکتا۔کیا خلافتِ راشدہ انسانی کوششوں سے قائم ہوئی تھی۔ باوجود انتہائی خوف اور بے بسی کے حالات کے

اللہ تعالیٰ نے مومنین کے دل پر تصرف کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لئے کھڑا کر دیا تھا۔پس خلافت خدا تعالیٰ کی عنایت ہے۔مومنین کے لئے ایک انعام ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد کچھ عرصہ تک خلافتِ راشدہ کے قائم ہونے کی پیشگوئی فرمائی تھی۔اور اس کے بعد ہر آنے والا اگلا دور ظلم کا دور ہی بیان فرمایا تھا۔پھر ایک امید کی کرن دکھائی جو قرآنی پیشگوئی وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة: 4) میں نظر آتی ہے اور اس کی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح و مہدی کے ظہور سے فرمائی جو غیر عرب اور فارسی الاصل ہوگا۔جس کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور مُہر کے تحت غیر تشریعی نبوت

کا مقام ہوگا۔ پس اگر مسلمانوں نے خلافت کے قیام کی کوشش کرنی ہے تو اِس رہنما اصول کو سامنے رکھتے ہوئے کریں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اُٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوت قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اُٹھالے گا۔ پھر اُس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اُس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اُس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہوگئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر 6 صفحہ 285 مسند النعمان بن بشیر حدیث 18596 عالم الکتب بیروت 1998)

پس خلافت کے لئے اللہ تعالیٰ کے رحم نے جوش مارنا تھا نہ کہ حکومتوں کے خلاف مسلمانوں کے پُر جوش احتجاج سے خلافت قائم ہونی تھی۔ کیا ہر ملک میں خلافت قائم کریں گے؟ اگر کریں گے تو کس ایک فرقے کے ہاتھ پر تمام مسلمان اکٹھے ہوں گے۔ نماز میں امامت تو ہر ایک فرقہ دوسرے کی قبول نہیں کرتا۔

پس اس کا ایک ہی حل ہے کہ پہلے مسیح موعودؑ کو مانیں اور پھر آپ علیہ السلام کے بعد آپؑ کی جاری خلافت کو مانیں۔ یہ وہ خلافت ہے جو شدت پسندوں کا جواب شدّت پسندی کے رویّے دکھا کر قائم نہیں ہوئی۔ مسلم اُمّہ کے دو گروہوں کے درمیان گولیاں چلانے اور قتل و غارت کرنے سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش دلانے سے قائم ہونے والی خلافت ہے۔ اور جو خلافت اللہ تعالیٰ کے رحم اور اس کی عنایت سے ملے گی تو وہ نہ صرف مسلم اُمّہ کے لئے محبت پیار کی ضمانت ہوگی بلکہ کُل دنیا کے لئے امن کی ضمانت ہوگی۔ حکومتوں کو اُن کے انصاف اور ایمانداری کی طرف توجہ دلائے گی۔ عوام کو ایمانداری اور محنت سے فرائض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائے گی۔

پس جماعتِ احمدیہ تو ہمیشہ کی طرح آج بھی اس تمام فساد کا جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے ایک ہی حل پیش کرتی ہے کہ خیرِ اُمّت بننے کے لئے ایک ہاتھ پر جمع ہوکر، دنیا کے دل سے خوف دور کر کے اُس کے لئے امن، پیار اور محبت کی ضمانت بن جاؤ۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن جاؤ۔ اس یقین پر قائم ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ اب بھی جسے چاہے کلیم بنا سکتا ہے تاکہ خیرِ اُمّت کا مقام ہمیشہ اپنی شان دکھاتا رہے۔ یہ سب کچھ زمانے کے امام سے جُڑنے سے ہوگا۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے مسلمانوں کی حالت بھی سنورے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ عاجز بھی اسی کام کے لئے بھیجا گیا ہے کہ تا قرآنِ شریف کے احکام بہ وضاحت بیان کردیوے......"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 103)

پھر فرمایا: "......مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو مَیں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اُس کے سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔ سو تم مقابلہ کے لئے جلدی نہ کرو اور دیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو جو خدائے تعالےٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:37)" (یعنی جس بات کا تجھے علم نہیں ہے اُس کے پیچھے نہ چل۔ یقیناً کان، آنکھ اور دل سب سے پوچھا جائے گا) فرمایا کہ "بدظنی اور بدگمانی میں حد سے زیادہ مت بڑھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی باتوں سے پکڑے جاؤ......"۔ (ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 104۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

پھر فرماتے ہیں۔

"......اے مسلمانوں! اگر تم سچے دل سے حضرتِ خداوند تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آ گیا اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنا ڈالی بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا۔ قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اس کے باشفقت ہاتھ نے جلدی سے تمہیں اٹھا لیا۔ سو شکر کرو اور خوشی سے اُچھلو جو آج تمہاری تازگی کا دن آ گیا۔ خدائے تعالیٰ اپنے دین کے باغ کو جس کی راستبازوں کے خونوں سے آبپاشی ہوئی تھی، کبھی ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ وہ ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ غیر قوموں کے مذاہب کی طرح اسلام بھی ایک پرانے قصوں کا ذخیرہ ہو جس میں موجودہ برکت کچھ بھی نہ ہو۔ وہ ظلمت کے کامل غلبہ کے وقت اپنی طرف سے نور پہنچاتا ہے"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد نمبر 3 صفحہ 104,105۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

پس اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جوش نے جس خلیفۃ اللہ کو بھیجا وہ تو ہمارے ایمان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرتے ہوئے ثریا سے زمین پر ایمان لے آئے اور اسلام کے حقیقی نور کو ہم پر آشکار کر دیا۔ آپ کے بعد آپ کی خلافت کا سلسلہ بھی آپ کی پیشگوئی کے مطابق جاری ہوگیا۔ اور اس نظامِ خلافت کے متعلق جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ہم نے حدیث پڑھی ہے، آپؑ نے یہ پیشگوئی بھی فرمادی ہے کہ "جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی"۔ (رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305)

اور یہ بات جیسا کہ مَیں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے۔ پس احمدی جہاں تک اس پیغام کو پہنچا سکتے ہیں ضرور پہنچائیں کہ اگر تمہیں اپنی بقا خلافت کی ڈھال میں نظر آ رہی ہے تو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جاری ہے۔ اس کے لئے کسی پُر جوش احتجاج کی ضرورت نہیں، کسی قسم کی گولیاں چلانے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ انعام اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے ہی جاری ہوسکتا ہے اور جاری ہوا ہے، نہ کہ عوامی کوششوں اور تحریکوں سے۔ پس آؤ اور اس الٰہی نظام کا حصہ بن کر مسلم اُمّہ کی مضبوطی کا باعث بن جاؤ۔ یہی طریق ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کامل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہی طریق ہے جس سے محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی اظہار ہوتا ہے۔ اللہ کرے کہ مسلمانوں کو اس بنیادی نقطہ کی سمجھ آ جائے اور اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلیں۔

بہرحال یہ تو وہ ایک طریق ہے جو انہوں نے خود کہا کہ اس کا حل یہی ہے اور روحانی طریقہ ہے جو مسلم اُمّہ کے لئے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جس کی طرف ہمیں جب بھی موقع ملے احمدی توجہ دلاتے رہتے ہیں اور توجہ دلاتے رہیں گے کہ مسیح و مہدی کو مان کر اپنی بقا کے سامان پیدا کرو۔

لیکن بہرحال جیسا کہ مَیں نے کہا احمدی دُعا کی طرف بھی خاص طور پر متوجہ رہیں اور دنیاوی طور پر بھی سمجھاتے رہیں۔ یہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہر مسلمان ملک کو ہوشمند، انصاف پسند اور خدا کا خوف رکھنے والی لیڈرشپ عطا فرمائے۔ ابھی تک تو جہاں بھی کسی قسم کی بے چینی ہے یا فی الحال بظاہر سکون ہے، جو بھی حکمران ہیں ہمیں اُن کے اپنے ہی مفادات نظر آتے ہیں اور جو حکمران بننے والے نظر آ رہے ہیں وہ بھی ویسے ہی نظر آ رہے ہیں جو اپنے مفادات رکھنے والے ہیں۔ چہرے بدل جاتے ہیں لیکن طور طریق وہی رہتے ہیں۔ اب جب بعض ملکوں کے عوام کا ردّ عمل ظاہر ہوا ہے اور پانی سر سے اونچا ہو رہا ہے بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ ہوگیا ہے تو جابر بادشاہ بھی عوام کے حقوق کا نعرہ لگانے لگ گئے ہیں۔ اگر پہلے ہی یہ خیال آ جاتا تو نہ املاک کو اتنا نقصان پہنچتا، نہ ہی جانوں کا اتنا نقصان ہوتا۔ اب لگتا ہے کہ ہر ملک ہی اس لحاظ سے غیر محفوظ ہوگیا ہے۔ کونسی طاقتیں پیچھے کام کر رہی ہیں؟۔ یہ حقیقت میں مُلک میں امن لانے والی ہیں یا صرف کرسی پر قبضہ کرنے والی ہیں یا فساد پیدا کرنے والی ہیں؟ سعودی عرب بھی جہاں مضبوط بادشاہت قائم ہے اُنہوں نے بھی اِرد گرد کے ہمسایہ ملکوں کے عوام کا رویّہ دیکھ کر یہ اعلان کر دیا ہے کہ ہم بھی اپنے عوام کو مزید سہولتیں دیں گے۔ بہرحال اس صورتِ حال میں بعض قوتیں اُبھر رہی ہیں۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوتیں نئے ساز و سامان کے ساتھ میدان میں اُترنے کی منصوبہ بندیاں کر رہی ہیں۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جو بڑی طاقتوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ تم نے اپنے سابقہ غلاموں کو دیکھ لیا ہے اب ہمیں بھی آزما لو۔ یا سابقہ حکمرانوں نے اپنے آقاؤں کے سامنے کچھ لوگ رکھ دیئے ہیں جو اس وعدے کے ساتھ آ رہے ہیں یا آئیں گے کہ حکومتی پالیسی وہی رہے گی اور تمہارے مفادات کی حفاظت بھی ہوتی رہے گی۔ چہرے بدلنے سے عوام خوش ہو جائیں گے یا کچھ دیر کے لئے اُن کی تسلی ہو جائے گی اور بے چینی ختم ہو جائے گی۔ لیکن اب جو سوچ لوگوں میں اُبھر رہی ہے اور اب جو احساس لوگوں میں پیدا ہو رہا ہے، تجزیہ نگاروں کے جو تجزیے پیش ہو رہے ہیں، وہ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ لوگوں میں اتنا شعور پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اس طریق کو اب زیادہ دیر تک کامیاب نہیں ہونے دیں گے اور ہوسکتا ہے بے چینی کا یہ سلسلہ لمبا چلتا چلا جائے۔

دوسری جو خطرناک بات ہے وہ یہ کہ اِن حالات سے مذہبی شدت پسند گروپ جو ہے وہ بھی فائدہ اُٹھانے کی کوشش کریں گے بلکہ کر رہے ہیں۔ ابتدا میں عین ممکن ہے کہ انتہائی معتدل رویہ دکھائیں یا یہ اظہار کریں کہ ہم معتدل ہیں لیکن آہستہ آہستہ کُھل کھیلیں گے۔ جس سے مسلمانوں کے لئے دنیا میں مزید مشکلات کا دور شروع ہونے کا خطرہ ہے۔ ظاہر ہے بڑی طاقتیں اس کے مقابل پر جو ظاہری اور چُھپی چھپی ہوئی حکمتِ عملی وضع کریں گی وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوگی۔ بڑی طاقتیں یہ کبھی برداشت نہیں کریں گی کہ بعض مخصوص علاقوں میں اُن کے مفادات متاثر ہوں۔ بڑی طاقتوں کی آپس کی بھی خاموش یا سرد جنگ ہے جو آہستہ آہستہ دوبارہ اپنے عروج پر پہنچ رہی ہے۔ اس کے نتیجہ میں بے چینی اور فساد مختلف قسم کے گروپوں کی پُشت پناہی سے پھیلتا چلا جائے گا۔ آج کل بھی تیسری دنیا کے بعض غریب ملک ہیں بلکہ کہنا چاہئے کہ مسلمان ملک ہیں جن

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

کے اندرونی فساد بڑی طاقتوں کے اپنے مفادات کے ٹکراؤ کی وجہ سے ہیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا مسلمان ممالک کا المیہ یہ ہے کہ عموماً جو رہنما ہیں وہ قومی اور ملکی مفادات کی حفاظت کا حق ادا نہیں کرتے۔ اَنا اور تکبر اور ذاتی مفادات کی وجہ سے غیر کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں اور پھر مُلّاں چونکہ تقویٰ سے عاری ہے اس لئے یہ مفاد پرست سیاستدانوں سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ ملکی امن اور دنیا کے امن کے لئے بہت زیادہ خطرناک ہوسکتا ہے۔ اور یہ صورتِ حال ایسی بھیانک بن رہی ہے جس کے لئے بہت فکر اور دعا کی ضرورت ہے۔ اقتدار پر قبضے کے لئے، وسائل پر قبضے کے لئے، علاقے کی اہمیت کے پیشِ نظر ہر قوت جو ہے وہ وہاں پاؤں جمانے کی کوشش کر رہی ہے۔ مسلمان دنیا میں اندرونی اور بیرونی طاقتوں کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے کہ کون ان چیزوں پر پہلے قبضہ کرتا ہے جس کی وجہ سے عوام پِس رہے ہیں۔ ملک چند قدم ترقی کر لیتا ہے تو پھر مفاد پرست قومیں یا قوتیں اُسے کئی قدم پیچھے لے جاتی ہیں۔ ایک زمانے میں عراق کے متعلق کہتے تھے کہ اس طرح ترقی کر رہا ہے کہ وہاں جا کر لگتا ہے جیسے یورپ کے کسی ترقی یافتہ مُلک میں آ گئے ہیں، لیکن پھر گزشتہ بیس سال کی بے چینی اور فساد اور جنگ نے اسے کھنڈر بنا دیا۔ اور پھر اگر دیکھیں تو عراق کے ان حالات کے ساتھ عرب دنیا میں خاص طور پر اور بعض افریقن ممالک میں جو عربوں کے ساتھ لگتے ہیں عموماً بدامنی اور بے چینی زیادہ ہوگئی ہے۔ بڑی طاقتیں وسائل اور علاقے کی اہمیت کے پیشِ نظر اپنے قدم جمانا چاہتی ہیں تو نام نہاد اسلامی تنظیمیں اپنا قبضہ جمانا چاہتی ہیں۔ ملک کے عوام کو دونوں طرف سے سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔ اگر سیاستدان ایماندار ہوں، سربراہانِ مملکت اپنے عوام کی خیر خواہی نیک نیتی سے چاہتے ہوں، اُن کے حقوق کا تحفظ کریں تو نہ کبھی بے چینی پھیلے، نہ ہی شدت پسند تنظیموں کو اُبھرنے کا موقع ملے، نہ بیرونی طاقتیں غلط رنگ میں اپنے مفاد حاصل کر سکیں۔ بہرحال مختصر یہ کہ جو کچھ ہو رہا ہے، یہ جو ظلم ہر جگہ نظر آ رہے ہیں دنیا کو تباہی کی طرف لے جاتے نظر آ رہے ہیں۔ اگر حقیقی تقویٰ پیدا نہ ہوا، انصاف قائم نہ ہوا تو آج نہیں تو کل یہ تباہی اور جنگ دنیا کو لپیٹ میں لے لے گی۔ اور بعید نہیں کہ اس کے ذمہ دار یا وجہ بعض مسلمان ممالک ہی بن جائیں۔

پس بہت فکر کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ اسلامی دنیا کو انصاف پسند اور تقویٰ پر چلنے والے رہنما عطا فرمائے۔ جو قرآنی حکم تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ:3) پر عمل کرنے والے ہوں۔ جو نیکی کے نام پر تعاون کرنے والے ہوں اور تعاون چاہنے والے ہوں۔ جب وہ عوام سے تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے نیکی کے نام پر تعاون چاہیں گے، جب وہ ہمسایوں سے نیکی کے نام پر تعلقات رکھیں گے، جب وہ تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے حقوق العباد ادا کر رہے ہوں گے تو امن بھی قائم ہوگا اور مُلک بھی ترقی کریں گے۔ بظاہر حالات ایسے ہیں کہ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ:3) کی صورت نظر نہیں آتی بلکہ ہر طرف ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم:42) کا نظارہ ہی نظر آ رہا ہے۔ اِن حالات میں جیسا کہ مَیں نے کہا ہم دعائیں ہی کر سکتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ ایک محدود طبقے تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں۔ آج احمدی ہی اس دنیا کے امن کی ضمانت ہیں۔ آج دنیا دنیاوی داؤ پیچ کو سب کچھ سمجھتی ہے لیکن احمدی جو زندہ خدا کے نشانوں کو دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کی ذات پر انحصار کرتا ہے، خدا تعالیٰ کی قدرت کے نظارے دیکھتا ہے، خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے لئے خدا کے آگے جھکنا ہی سب کچھ ہے۔

ایک بنگالی پروفیسر صاحب چند دن ہوئے مجھے ملنے آئے۔ کہنے لگے کہ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اگر جماعت احمدیہ اکثریت میں ہوگی، ہوتی ہے یا ہو جائے تو دوسرے فرقوں یا مذہبوں پر زیادتی نہیں ہوگی اور لوگوں کے حقوق نہیں دبائے جائیں گے؟ تو مَیں نے اُن کو کہا کہ جو اکثریت دلوں کو جیت کر بنی ہو، جو جبر کے بجائے محبت کا پیغام لے کر چلنے والی ہو، وہ ظلم نہیں کرتی بلکہ محبتیں پھیلاتی ہے۔ اس کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہوتا ہے۔ اُس کے پیشِ نظر خدا تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے۔ وہ نیکیوں پر تعاون کرتی ہے اور تعاون لیتی ہے، اور پھر جو خلافتِ راشدہ کا نظام ہے یہ انصاف قائم کرنے کے لئے ہے، حقوق دلوانے کے لئے ہے، حقوق غصب کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اور جو حکومت خلافت کی بیعت میں ہوگی وہ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف تو توجہ دے گی، حقوق غصب کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔ بشری تقاضے کے تحت بعض غلط فیصلے ہو سکتے ہیں لیکن اگر تقویٰ ہو تو اُن کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔

بہرحال گو مولویوں کے کہنے میں آ کر یا دنیاوی خوف سے مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد، احمدی جو حقیقی مسلمان ہیں اُن کے خلاف ہو کر اُن پر ظلم و تعدی کا بازار گرم کئے ہوئے ہے، اُن سے ظلم کا رویہ اپنائے ہوئے ہے۔ یہ تو اُن کا رویہ ہے وہ بے شک ظلم کریں لیکن احمدی اس وقت بے چین ہے، مجھ سے بعض لوگ خطوط میں بھی اظہار کرتے ہیں کہ عالمِ اسلام کی حالت دیکھ کر ہماری عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ پس ہمارا کام ہر حالت میں مسلمانوں کی فکر کرنا ہے، اُن سے ہمدردی کے جذبات رکھنا ہے اور اُن کے لئے دعائیں کرنا ہے اور یہ ہم انشاء اللہ کرتے چلے جائیں گے۔

آخر میں مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہمارے احمدی جو عرب ملکوں میں بھی رہتے ہیں یا اُن کا اسلامی حکومتوں کے سیاستدانوں اور لیڈروں سے بھی کوئی تعلق ہے یا رسوخ ہے تو اُن کو بتائیں کہ اگر تم نے ہوش نہ کی، انصاف اور تقویٰ کو قائم کرنے کے لئے بھرپور کوشش نہ کی، مُلّاں کے چُنگل سے اپنے آپ کو نہ نکالا، شدت پسند گروہوں پر کڑی نظر نہ رکھی تو کوئی بعید نہیں کہ مُلّاں مذہب کے نام پر بعض ملکوں میں حکومت پر مکمل قبضہ کرنے کی کوشش کرے۔ اور پھر مذہب کے نام پر ایسے خوفناک نتائج سامنے آئیں گے جو عوام کو مزید اندھیروں میں دھکیل دیں گے۔ مذہب کے نام پر ایک فرقہ دوسرے فرقے پر ظلم کرتا چلا جائے گا۔ اور اس فساد کی صورت میں پھر بڑی طاقتوں کو متعلقہ ملکوں میں اپنی مرضی سے دَر آنے کا پروانہ مل جائے گا۔ امن کے نام پر وہاں آ کر بیٹھ جانے کا اُن کو آپ لائسنس دے دیں گے، جس سے پھر فساد ہوگا، جانوں کو نقصان ہوگا، املاک کا نقصان ہوگا اور بالواسطہ یا بلاواسطہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے کا انتظام بھی ہو سکتا ہے بلکہ یقینی طور پر ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ایک وسیع جنگ دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہے، لے لے گی۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور مسلم اُمّہ کو اور ان کے رہنماؤں کو عقل دے، سمجھ دے کہ خدا تعالیٰ کا خوف دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔

☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ: جنازہ از صفحہ 15

طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے، غیرت مند اور خلافت کے فدائی وجود تھے۔ دعوت الی اللہ کا بڑا شوق تھا اور چندہ جات کی ادائیگی میں بہت باقاعدہ تھے۔ آپ نے اپنا گھر چھوٹا ہونے کے باوجود نماز سنٹر کے طور پر پیش کیا ہوا تھا۔

(5) مکرمہ زینب بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم آف خوشاب)

7/اکتوبر 2010ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت چوہدری نور محمد صاحب صحابی رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ میاں کی وفات کے بعد 16 سال کا لمبا عرصہ نہایت صبر وشکر کے ساتھ گزارا اور بچوں کی بہترین تربیت اور پرورش کی توفیق پائی۔ مرحومہ نہایت نیک، باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی مکرمہ نجمہ طاہر صاحبہ آجکل اپنے میاں مکرم قیصر محمود طاہر صاحب مبلغ سلسلہ کے ساتھ مغربی افریقہ کے ملک بینن میں خدمت دین میں مصروف ہیں۔

نمازِ جنازہ حاضر:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4/جنوری 2011ء قبل از نماز ظہر وعصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم بشیر الدین احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری قطب الدین صاحب آف جلنگھم)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحوم 31/دسمبر کو 84 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم مخلص اور سلسلہ کا درد رکھنے والے نیک انسان تھے۔ 30 سال کا لمبا عرصہ برسٹل جماعت کے صدر رہے اور اب جلنگھم میں رہائش پذیر تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں

نمازِ جنازہ حاضر:

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12/جنوری 2011ء قبل از نماز ظہر وعصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ سلطانہ بٹ صاحبہ (بنت مکرم محمد اشرف بٹ صاحب مرحوم آف مورڈن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ مرحومہ 9/جنوری 2011ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت محمد بخش صاحب رضی اللہ عنہ آف کڑیانوالہ کی پڑنواسی تھیں۔ جماعت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

نمازِ جنازہ غائب

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم مخدوم حسین صاحب (ابن مکرم دلاور خان صاحب۔ آف امبر گٹہ کرناٹک۔ حال قادیان)

مرحوم 2/جنوری 2011ء کو 100 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1931ء میں بیعت کر کے جماعت میں داخل ہوئے۔ 1939ء کے جلسہ قادیان میں شمولیت کے بعد اپنے علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ کی اور بڑے ذوق وشوق کے ساتھ اس فریضہ کو سرانجام دیتے رہے۔ 1964ء میں اپنی بیٹی کی شادی کے لئے قادیان آئے اور پھر واپس نہیں گئے۔ آپ نے مسجد مبارک اور مسجد اقصیٰ قادیان میں خادم کی حیثیت سے لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت تھی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نہایت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

(2) مکرم محمود خان صاحب (ابن مکرم عبد السمیع خان صاحب آف یو ایس اے)

مرحوم 24/ستمبر 2010ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نیک، مخلص اور جماعتی خدمات کا والہانہ شوق رکھنے والے فدائی احمدی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین ☆

الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ
محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
خالص سونے کے زیورات کا مرکز
الفضل جیولرز گولبازار ربوہ 047-6215747
کاشف جیولرز چوک یادگار حضرت اماں جان ربوہ فون 047-6213649
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ

آیت قرآنی فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے حوالہ سے ہر تنگی کے بعد کامیابیوں کی عظیم الشان نوید کا تذکرہ

نام نہاد مولوی چاہیں یا نہ چاہیں، اسلام کی سرسبزی کا دور مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ مقدر ہے۔

ہر احمدی پاکستان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے اور جانتا ہے کہ اگر میری جان جائے گی تو ایک عظیم مقصد کے لئے جائے گی۔

گو ہمارے شہداء نے بہت بڑی قربانی دی ہے لیکن اس قربانی کے پیچھے جس عظیم انقلاب کی تاریں ہل رہی ہیں وہ آج کے دن ہمیں اس طرف متوجہ کر رہی ہیں کہ حقیقی عید تو اس دن آئے گی جب ان قربانیوں کے صدقے دنیا اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرے گی۔ جب دنیا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو گی۔

آئندہ جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی فتح کی خوشی منائی جائے گی یا فتح کی خوشی میں عید منائی جائے گی تو شہدائے احمدیت کو تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

خطبہ عید الفطر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ مؤرخہ 11 ستمبر 2010ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔

(الانشراح:7-6)

پس یقیناً ہر تنگی کے بعد آسائش ہے۔ یقیناً ہر تنگی کے بعد بڑی آسائش ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں سورہ انشراح کی ہیں۔ بہت سوں کو زبانی یاد ہوں گی۔ مکہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی تھی اور مکہ میں آنحضرت ﷺ کے تیرہ سال جن سختیوں، زیادتیوں اور ظلموں کو برداشت کرتے ہوئے گزرے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ غریب صحابہؓ پر جو ظلم ہوتے، انہیں دیکھ کر آنحضرت ﷺ ہمیشہ صبر کی تلقین کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے۔ ایسے ہی ایک ظلم کا ذکر حضرت یاسرؓ کے اور ان کے گھر والوں کے بارے میں ملتا ہے۔ ان پر ظلم ہو رہا تھا تو آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپؐ نے یہ ظلم دیکھ کر فرمایا صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةَ۔ (مستدرک جلد 4 کتاب معرفة الصحابة ذکر مناقب عمار بن یاسرؓ صفحہ 99 حدیث 5732)۔ اے آلِ یاسر صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلے میں تمہارے لئے جنت تیار کر رہا ہے یا تمہارے لئے جنت تیار کی ہوئی ہے۔ اور پھر اس ظلم کے دوران ہی ان دونوں میاں بیوی نے شہادت کا رتبہ پایا۔ اب دیکھیں ایک طرف تو ظلموں کا یہ حال ہے کہ سوائے موت کے اور کوئی چیز ان ظلموں سے نجات نہیں دلا سکتی۔ نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا اور صبر کی تلقین بھی کی جا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دی جا رہی ہے کہ ہر تنگی کے بعد ایک بہت بڑی کامیابی مقدر ہے۔ اور یقیناً ہر تنگی کے بعد ایک اور کامیابی مقدر ہے۔ یہ تنگیاں تو ہیں، یہ جانوں کی قربانیاں تو ہیں، یہ ظلموں کے خوفناک حالات تو ہیں لیکن اس ایک ایک ظلم کے پیچھے کامیابیوں کا ایک سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ اور پھر ایک دنیا نے دیکھا کہ وہی کمزور اور مظلوم نہ صرف تمام عرب پر چھا گئے بلکہ عرب سے باہر نکل کر بڑی بڑی حکومتوں کو آنحضرت ﷺ کی غلامی میں لا ڈالا اور صدیوں مسلمان دنیا میں ایک طاقت بن کر رہے۔ آج مسلمانوں کو آنحضرت ﷺ کی غلامی پر فخر ہے اور یقیناً یہ بجا فخر ہے۔ آج روئے زمین پر اس سے بڑا اعزاز کوئی نہیں کہ ہم نبی آخر الزمان اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں میں سے ہیں۔ لیکن جس طرح یہ قرآنی آیت بھی ظاہر کرتی ہے کہ تنگی کا زمانہ بھی آتا ہے، آنا ہے اور آیا اور آنحضرت ﷺ نے بھی پیشگوئی فرمائی کہ میری امت پر بھی ایک اندھیرا زمانہ آئے گا جس میں وہ جاہ و حشمت اور ساکھ نہیں رہے گی جو ایک دفعہ قائم ہو چکی تھی تو آج ہم دیکھتے ہیں کہ کس سچائی سے یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ باوجود اس کے کہ اسلامی حکومتیں تو ہیں لیکن اپنا امتیاز اور اپنی ساکھ گنوا بیٹھے ہیں۔ آج ہر چیز ہم غیروں سے لینے کے محتاج ہیں۔ ہمارے اپنے وسائل غیروں کے تصرف میں ہیں۔ تیل نکالنا ہو یا کسی دولت سے فائدہ اٹھانا ہو جب تک ہم غیروں کی طرف نہ دیکھیں ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یہ تو ہے دنیوی حالت۔ اور دین کا کیا حال ہے؟ وہ دین کہ نام نہاد علماء نے اس دین کو بگاڑ کر اس میں بدعات پیدا کر دی ہیں۔ آج کا اسلام وہ اسلام نہیں رہا جو آنحضرت ﷺ کا اسلام تھا۔ وہ اسلام جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے اور وہ اسلام جو آج کل کے نام نہاد علماء پیش کر رہے ہیں اس میں مشرقین کی دوری ہے۔ جذبہ ایمان کے اظہار بیشک کئے جاتے ہیں لیکن عمل اس سے کوسوں دور ہیں۔ جہاد کے نام کی غلط تشریح کر کے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور پھر نام نہاد جہاد کے ہتھیاروں کے لئے مسلمان پھر غیر مسلموں کے محتاج ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ہتھیاروں کے جہاد یا جنگوں کی اجازت دی ہوتی تو مسلمانوں کو ہتھیاروں کے معاملے میں غیروں کا محتاج نہ کرتا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد سوم صفحہ 190 مطبوعہ ربوہ)

پس دین کے لئے اب اگر کوئی ہتھیار اٹھائے گا کیونکہ آج کل کی دین کے نام پر جنگیں تو عموماً غیر مسلم بھی نہیں کرتے۔ اس لئے دین کے نام پر اگر ہتھیار اٹھاؤ گے تو ہزیمت اٹھاؤ گے۔ اور پھر یہی نہیں بلکہ جہاد کے نام اور اسلام کے نام پر جہاد کا اس قدر غلط استعمال کیا جا رہا ہے جس سے ظلم و بربریت کی داستانیں رقم ہو رہی ہیں۔ اسلام وہ خوبصورت مذہب ہے جس کو دفاعی جنگ کی اجازت بھی اس لئے ملی تھی کہ اگر اب کفار کے ہاتھ کو نہ روکا تو نہ کوئی گرجا سلامت رہے گا، نہ یہودیوں کی عبادت گاہیں سلامت رہیں گی، نہ کوئی اور معبد سلامت رہے گا، نہ مساجد سلامت رہیں گی لیکن یہ جہادی ایسے جہادی ہیں جو خدا کے نام پر خدا کے گھروں میں ظلم و بربریت کی داستانیں رقم کر رہے ہیں۔ کلمہ گوؤں کو بلا امتیاز قتل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے تو فرمایا تھا کہ باقاعدہ جنگ کی صورت میں بھی کسی بوڑھے کو قتل نہیں کرنا، کسی عورت کو قتل نہیں کرنا، کسی بچے کو قتل نہیں کرنا، پادریوں، راہبوں کو جو اپنی عبادت گاہوں میں عبادت میں مصروف ہیں اور اس کی تلقین کرتے ہیں انہیں کچھ نہیں کہنا۔ قومی دولت، درختوں وغیرہ کو برباد نہیں کرنا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فی دعاء المشرکین حدیث 2613-2614)(مسند احمد بن حنبل جلد 1 مسند عبد الله بن عباسؓ صفحه 768 حدیث نمبر 2728 عالم الکتب بیروت 1998ء)(مؤطا امام مالک کتاب الجهاد باب النهی عن قتل النساء و الولدان فی الغزو حدیث 982)

لیکن آج کے جہادی تو اپنے ہم قوموں اور کلمہ پڑھنے والوں کے ساتھ وہ بہیمانہ اور ظالمانہ سلوک کرتے ہیں کہ جس کو دیکھ کر بھی اور سن کر بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر خدا اور رسول ﷺ کے نام پر۔ یقیناً اس بات پر اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لے کر اس کی پکڑ میں آئیں گے اور آ رہے ہیں۔ اور صرف دہشتگرد تنظیمیں ہی نہیں جن کی عموماً ہر جگہ مذمت کی جاتی ہے بلکہ احمدیوں پر تو خاص طور پر اس قسم کے ظلموں کو روا رکھنے کی مخالف احمدیت علماء بھی اجازت دیتے ہیں۔ اور نہ صرف علماء بلکہ بعض حکومتیں اس ظلم میں ملوث ہیں اور ظالموں کی پشت پناہی کرتی ہیں۔ کیا یہ یُسر کا وہ دور ہے جس کی خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی تھی کہ آج اگر مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے تو کل مسلمان بھی یہی ظلم طاقت حاصل کرنے پر کریں گے؟ یقیناً نہیں۔ یقیناً نہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ وہ مکّی دور عُسر کا تھا جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یسر کے حالات پیدا کئے اور پھر ایک زمانہ کے بعد عُسر کا دور دوبارہ آیا جس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے یُسر کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ اور وہ یُسر کا دور دینی ترقی کے لحاظ سے مسیح موعود کی بعثت کے بعد شروع ہونا تھا اور ہو گیا ہے۔ لیکن جو مسیح موعود کو نہ ماننے والے ہیں وہ ابھی بھی اندھیروں میں بھٹکنے والے ہیں اور مسیح موعود کے ماننے والوں پر تنگی وارد کرنے کی کوشش میں ہیں۔ اسی کوشش میں دن رات مصروف ہیں کہ کس طرح اور کس طریقے سے ان پر تنگیاں وارد کی جائیں۔ اس سے بڑا امت کے لئے اور کیا المیہ ہو گا کہ جن اندھیروں سے نکالنے اور مسلمانوں کی ساکھ دوبارہ قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو بھیجا ہے، مسلمان اس مسیح موعود کی جماعت پر ہی ظلم کر کے اپنے عُسر کی حالت کو لمبا کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مخالفین احمدیت تو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ احمدیوں پر یہ تنگیاں وارد کر رہے ہیں۔ احمدیوں پر تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ہر تنگی کے بعد کامیابیوں کے دروازے کھولتا چلا جا رہا ہے۔ ہر مخالفت اور ظلم اور بربریت جو مخالفین اپنے زعم میں احمدیت ختم کرنے کے لئے کرتے ہیں ایسی ہر مخالفت کے بعد جماعت ترقی کی ایک اور سیڑھی پر قدم رکھتی ہے۔ اور مخالفین پر اللہ تعالیٰ کسی نہ کسی رنگ میں اپنی ناراضگی کا ضرور اظہار فرماتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پھر بھی لوگوں کو سمجھ نہیں آتی اور نام نہاد مذہبی جبّہ پوشوں کے ہاتھوں کھلونا بنتے چلے جا رہے ہیں۔ عامۃ المسلمین میں سے کوئی اپنی عقل سے کام لینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”خدا تعالیٰ ہمارے مخالف علماء کے حال پر رحم فرماوے کہ وہ جو کارروائی کر رہے ہیں وہ دین کے لئے اچھا نہیں بلکہ نہایت خطرناک ہے۔ وہ زمانہ ان کو بھول گیا جب وہ منبروں پر چڑھ چڑھ کر تیرھویں صدی کی مذمت

کرتے تھے کہ اس صدی میں اسلام کو سخت نقصان پہنچا ہے اور آیت فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا پڑھ کر اس سے استدلال کیا کرتے تھے کہ اس عُسر کے مقابلے پر چودھویں صدی یُسر کی آئے گی۔لیکن جب انتظار کرتے کرتے چودھویں صدی آگئی اور عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک شخص بدعویٰ مسیح موعود پیدا ہو گیا اور نشان ظاہر ہوئے اور زمین وآسمان نے گواہی دی تو اوّل المنکرین یہی علماء ہو گئے۔“

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 327 حاشیہ)

پس علماء کا طریق اور رویہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے شروع ہو کر اب تک یہی ہے۔اب تو یہ بھی کہنے لگ گئے ہیں کہ کسی مسیح موعود کے آنے کی ضرورت نہیں۔اور ہم جو رہنما ہیں ہم ہی کافی ہیں یعنی یہ نام نہاد علماء۔جن کو خدا تعالیٰ رہنما بنائے اصل رہنما وہی ہوتے ہیں نہ کہ خود ساختہ رہنما اور نہ دنیاداری کی عقل تو ایسے جاہلانہ بیان دلواتی ہے۔جس سے فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ اس میں خدائی رہنمائی کے نور کا کوئی بھی حصہ نہیں۔گزشتہ دنوں ایک خبر نظر سے گزری۔ایک بڑے سکالر کہلانے والے، ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی ہے ان کے پاس، بہرحال ڈاکٹر کہلاتے ہیں۔پاکستان کے وفاقی وزیر بھی ہیں اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر بھی رہے ہیں۔ان کے بارہ میں اخبار میں ایک خبر آئی۔انہوں نے ایک بیان دیا کہ اگر صدر اوباما گراؤنڈ زیرو پر دو رکعت عید کی نماز پڑھ لے کیونکہ آج کل گراؤنڈ زیرو کی جو controversy ہے جو مسئلہ ہے بڑا چل رہا ہے۔کہتے ہیں کہ اگر گراؤنڈ زیرو پر مسلمانوں کے ساتھ دو رکعت پڑھ لیں تو مسلم اُمّہ ان کو خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین تسلیم کر لے گی۔جو بھی سوچ ہو اور جس سیاق وسباق کے ساتھ بھی انہوں نے یہ بیان دیا ہے ان کی عقل پر حیرت ہوتی ہے کہ ان مومنین کی فراست کا یہ حال ہے؟ ایسے مومنین پر ایسا ہی خلیفۃ المسلمین ہونا چاہئے۔امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین کے لئے یہ کس قسم کے معیار انہوں نے بنا لئے ہیں اور کس قسم کے معیار رکھ کر یہ بنانا چاہتے ہیں۔پس مسیح موعود کو نہ ماننے والوں کی آنکھ بھی ہر معاملے کو دنیا کی نظر سے دیکھتی ہے۔اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اندھیروں کی کیا کیفیت ہو چکی ہے۔اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں اب کسی مسیح ومہدی کی ضرورت نہیں رہی۔اللہ تعالیٰ ان کی حالتوں پر رحم کرے۔پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ پر فرماتے ہیں کہ:

”اسلام نے بڑے بڑے مصائب کے دن گزارے ہیں۔اب اس کا خزاں گزر چکا ہے اور اب اس کے واسطے موسم بہار ہے۔اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تنگی کے بعد فراخی آیا کرتی ہے مگر مُلّاں لوگ نہیں چاہتے کہ اسلام اب بھی سرسبزی اختیار کرے۔“ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 165 مطبوعہ ربوہ)

پس مسیح موعود کے آنے سے اسلام پر تنگی کا دور گزر گیا ہے۔مسیح الزمان نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو روشن کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔تمام تر روکوں کے باوجود جو اپنوں اور غیروں کی طرف سے کھڑی کی جا رہی ہیں احمدیت کا قافلہ آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔مختلف مذاہب کے ماننے والے آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو رہے ہیں۔اور مسلمانوں میں سے بھی سعید فطرت امام الزمان کے ہاتھ پر جمع ہو کر اس اسلام کی تعلیم کو اپنا رہے ہیں جو فرقوں کی تفریق سے آزاد قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنے اوپر لاگو کی تھی اور جو حقیقی اسلام کی تعلیم ہے۔یہ احمدی مسلمان وہ نمونے دکھا رہے ہیں جن کے عملی نمونے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے ہمارے سامنے رکھے تھے جنہوں نے قربانیاں دیں اور جانوں کی قربانیاں دیں اور اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھا۔جنہوں نے عبادتوں کے معیار قائم کرنے کی کوشش کی اور جان اور مال کو بھی خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے بے دریغ خرچ کیا۔جنہوں نے خدا اور اس کے رسول کی خاطر قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

پس آج احمدی ہیں جو اس عملی نمونے کی تصویر ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے نہ صرف تیار ہیں بلکہ دے رہے ہیں۔یہ نمونے ہمیں ہر اس مسلمان ملک میں نظر آتے ہیں جہاں احمدیت کے مخالفین احمدیت کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں اسلام کے نام پر زہر بھر رہے ہیں۔یا بعض حکومتیں ہیں جو اپنے غلط مفادات کے حصول کے لئے ان غلط حرکات کرنے والوں کا ساتھ دے رہی ہیں۔لیکن یہ سب تنگیاں احمدیوں کو ان قربانیوں کی یاد دلا دیتی ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے دکھائی تھیں۔آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عُسر بھی تھا اور یُسر کی پیشگوئی بھی تھی اور اس پیشگوئی کو دنیا نے دیکھا بھی۔مدینہ آکر بھی یہ تنگی کا دور ختم نہیں ہو گیا۔مخالفتوں اور فتنوں کا دور ختم نہیں ہو گیا۔مسلمانوں پر جنگیں ٹھونسیں گئیں۔دھوکے سے شہید کئے گئے۔بیرِ معونہ کا مشہور واقعہ ہے جب ستر صحابہ کو جو حفاظ تھے دھوکے سے ایک قبیلے نے شہید کیا۔ایک واقعہ رجیع کے نام سے مشہور ہے اس میں بھی دس صحابہ کو دھوکے سے شہید کیا گیا اور روایات کے مطابق ان دونوں واقعات کی اطلاع ایک ہی وقت میں آنحضرت ﷺ کو ہوئی (شرح علامہ زرقانی علی المواہب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 476 ”بعث الرجیع“۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) جس سے آپ کو شدید غم پہنچا (شرح علامہ زرقانی علی المواہب اللدنیۃ جلد 2 صفحہ 503 ”بئر معونۃ“۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء) اور روایات کے مطابق آپ تیس دن تک ان ظالموں کے خلاف صبح کی نماز کے قیام میں یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے آقا! تو ہماری حالت پر رحم فرما اور دشمنانِ اسلام کے ہاتھ کو روک جو تیرے دین کو مٹانے کے لئے اس بے رحمی اور سنگدلی کے ساتھ بے گناہ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہیں۔(بحوالہ سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے صفحہ 521)۔تو تنگی اور آسانی کا دور ساتھ ساتھ چلتا رہا۔اگر مسلمانوں کے خون بہتے رہے تو نئے شامل ہونے والے اسلام میں مضبوطی پیدا کرتے رہے اور ہر تنگی کے بعد ایک بڑی کامیابی مسلمانوں کی تقدیر بنتی رہی۔اب آنحضرت ﷺ کے غلام صادق اور عاشق صادق کی صورت میں آپ کی بعثت ثانی میں بھی یہی وعدے پورے ہونے ہیں اور آپ کی بعثت ثانی یہی وعدے لے کر آئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہر تنگی کے بعد کامیابی مقدر ہونے کا جو وعدہ دو مرتبہ فرمایا ہے وہ اس لئے ہے کہ جو نظارے دور اول والوں نے دیکھے تھے وہ آپ کی نشأۃ ثانیہ میں بھی ظاہر ہوں گے۔نام نہاد مولوی چاہیں یا نہ چاہیں اسلام کی سرسبزی کا دور مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اور آپ کی جماعت کے ساتھ مقدر ہے۔اگر دشمن کی طرف سے تنگیاں وارد کی جاتی ہیں تو کامیابیاں بھی پہلے سے بڑھ کر اپنی شان کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔1883ء میں ابھی آپ نے بیعت بھی نہیں لی تھی بلکہ دعویٰ بھی نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا بَعْدَ الْعُسْرِ یُسْرًا یعنی تنگی تو ہے لیکن تھوڑی۔اس کے بعد فراخی بھی ہے، کامیابیاں بھی مقدر ہیں۔یہ تفسیری ترجمہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس طرف نشاندہی فرمائی ہے کہ عربی دانوں کے نزدیک اَلْعُسْر کہہ کر تنگی کو محدود کیا گیا ہے اور یُسر کو اس پابندی سے آزاد کر کے وسعت دی گئی ہے۔یعنی تنگیاں تو ہیں، مشکلات میں سے گزرنا تو پڑے گا لیکن ہر مشکل، ہر تنگی بے شمار کامیابیوں کا مقدر بن کر آئے گی اور یہی الٰہی جماعتوں کا خاصہ ہے اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک اپنی شان وشوکت کے ساتھ قائم رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اور تمام نشانیاں بھی ہم پوری ہوتے دیکھتے ہیں اور ترقی کے قدم بھی آگے بڑھ رہے ہیں تو پھر ہم کیوں نہ اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہوں کہ مخالفین اور علماء کی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔افراد کی جانیں قربان کرنے سے قومیں تباہ نہیں ہوا کرتیں بلکہ جب جذبے اور جوش اور عزم کے ساتھ قربانی کرنے کے عہد کئے جائیں اور جانیں قربان کی جائیں تو وہ قوموں اور جماعت کی زندگیوں کو لمبا کرتی ہیں، ان کی طاقت کو مضبوط کرتی ہیں اور جب خدا تعالیٰ کے وعدے ان قربانیوں اور ان عزموں کو روشن تر کر کے ایمانوں کو مضبوط کر رہے ہوں تو پھر قربانیاں اور تنگیاں بالکل معمولی لگتی ہیں اور ترقیاں ایک نئی شان کے ساتھ نظر آتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا اور مختلف انداز میں مختلف موقعوں پر فرمایا ہے۔دعویٰ سے بہت پہلے ہی خدا تعالیٰ نے آپ کو تسلیاں دی ہیں اور دیتا رہا کہ میں جس کام کے لئے تمہیں کھڑا کرنے والا ہوں وہ چاہے جیسا بھی مشکل کام ہو میں تمہارے ساتھ ہوں اور فتح اور غلبہ تم دیکھو گے۔ایک موقعہ پر اس آیت کے الفاظ میں جیسا کہ آیت ہے الہاماً بھی آپ کو فرمایا کہ ”اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِّیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ“ اس کی وضاحت میں براہین احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:”ہم نے تجھ کو کھلی کھلی فتح عطا فرمائی ہے یعنی عطا فرمائیں گے اور درمیان میں جو بعض مکروہات اور شدائد ہیں وہ اس لئے ہیں تا خدائے تعالیٰ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف فرماوے۔یعنی اگر خدائے تعالیٰ چاہتا تو قادر تھا کہ جو کام مدّنظر ہے وہ بغیر پیش آنے کسی نوع کی تکلیف کے اپنے انجام کو پہنچ جاتا اور بآسانی فتح عظیم حاصل ہو جاتی لیکن تکالیف اس جہت سے ہیں کہ وہ تکالیف موجب ترقی مراتب ومغفرت خطایا ہوں۔“فرمایا:”آج اس موقعہ کے اثناء میں جبکہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا“(جب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے تو)”بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے اور ان پر لکھا ہوا تھا کہ فتح کا نقارہ بجے۔پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی اور کہا کہ دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری۔جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اس عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی مگر نہایت رعبناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین ویسار میں“(یعنی کہ دائیں اور بائیں میں)”حجۃ اللہ القادر وسلطان احمد مختار لکھا تھا۔“

(براہین احمدیہ چہار حصص۔روحانی خزائن جلد اول صفحہ 615 بقیہ حاشیہ نمبر 3)

پس ہمیں تو ان خوشخبریوں کی روشنی میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ مخالفین احمدیت کی طرف سے جو تنگیاں ہم پر وارد کرنے کی کوشش کی جاتی ہے یا ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس سے جماعت احمدیہ کو کوئی نقصان پہنچ سکے گا۔دشمنوں کے مکروں کا ناکام ہونا یا جو مقصد وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کا حاصل نہ ہونا یہ فتح کی نشانی ہے اور فتح کی طرف لے جانے والی نشانیوں کی رہنمائی کر رہی ہے۔لیکن فتح کا نقارہ کیا ہے؟ وہ تو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے ایک عظیم الشان فتح ہوگی اور وہ جو دنیا کو نظر آئے گا، وہ بجے گا اور وہ ضرور بجے گا۔دشمن جو وقتاً فوقتاً احمدیوں کو تکالیف پہنچاتے ہیں چاہے وہ مصر میں ہیں یا انڈونیشیا میں ہیں، ملیشیا میں ہیں یا سری لنکا میں ہیں، ہندوستان میں ہیں یا بنگلہ دیش میں ہیں یا پاکستان میں، ابھی گزشتہ دنوں بنگلہ دیش میں ہماری ایک چھوٹی سی جماعت جو ایک دور دراز کے قصبے میں ہے جس کا نام چاندتارا ہے وہاں کی مسجد کو وسیع کر رہے تھے تو مسجد کی تعمیر کے دوران بلوائیوں نے جن میں مولوی شامل تھے نہ صرف یہ کہ حملہ کر کے لوگوں کو زخمی کیا بلکہ مسجد بھی گرا دی۔احمدیوں کے گھروں کو بھی نقصان پہنچایا۔ان غریبوں کے سامانوں کو جلا دیا۔مردوں کو شدید زخمی کیا جیسا کہ میں نے کہا۔جب ہمارا وفد ڈھاکہ مرکز سے وہاں گیا تو جب عورتوں سے حال احوال پوچھا جا رہا تھا، عورتیں عموماً تو کمزور ہوتی ہیں لیکن ایک عورت نے ہنس کر کہا یہ چاہے جتنا بھی نقصان پہنچا لیں ہمارا ایمان نہیں

چھین سکتے۔ اس عورت کو صدمہ تھا جس کی وجہ سے وہ روئی بھی کہ ہم ابھی مسجد کی تعمیر نہیں کر سکتے۔ ہمارے کام کچھ رک گئے ہیں۔ اور پاکستان کا جہاں تک سوال ہے وہاں تو ظلم و بربریت کی وہ داستانیں رقم ہو رہی ہیں کہ لگتا ہے ان لوگوں کا خدا تعالیٰ کی طاقتوں اور قدرتوں پر معمولی سا بھی ایمان نہیں۔ اگر ایمان ہوتا تو خدا تعالیٰ کے نام پر یہ ظلم روا نہ رکھتے۔ گزشتہ رمضان کی اگر شامل کریں تو رمضان سے اب تک ننانوے شہادتیں ہو چکی ہیں۔ اور چھیاسی شہادتیں تو ظالموں نے ایک دن میں کی ہیں۔ ان ظالموں کے خیال میں احمدی کا خون اتنا ارزاں ہے کہ جس کی کوئی قیمت ہی نہیں ہے۔ اور ان کے خیال میں نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بھی اس خون کے بہنے کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ لیکن ان خون بہانے والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان ظالموں سے خون کے ہر ہر قطرے کا حساب لے گا اور ضرور لے گا۔ اور اس خون کے ہر قطرے کو قبول کر کے اس طرح نوازے گا اور نواز رہا ہے کہ جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدے فَتْحًا مُّبِيْنًا کے ہر دم قریب تر لے جاتے چلے جا رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا جو تعارف لاہور کے واقعہ کے بعد دنیا میں ہوا ہے۔ تعارف تو شاید پہلے بھی تھا لیکن توجہ نہیں تھی، تو جو توجہ جماعت کی طرف ہوئی ہے وہ توجہ اور تعارف کروانے میں اگر ہم پہلے اپنے وسائل کے ذریعہ سے کرتے رہتے تو شاید کئی دہائیاں لگ جاتیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق ان شہداء نے نہ صرف شہادت کا رتبہ پا کر اگلے جہان میں ہمیشہ کی زندگی پالی ہے بلکہ اس دنیا میں بھی اپنی جان کی قربانی دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کا ذریعہ بن گئے ہیں۔ پیغام تو اللہ تعالیٰ نے پہنچانا ہے اور پہنچا رہا ہے اور پہنچائے گا لیکن ذرائع اللہ تعالیٰ بناتا ہے۔ تو ان شہداء کو بھی اس پیغام کو پہنچانے کا ایک بڑا تیز ذریعہ بنا دیا۔ پس خوش قسمت ہیں یہ قربانیاں کرنے والے۔ پاکستان میں آج کل درجنوں غیر از جماعت دوسرے مسلمان اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی دہشتگردوں کے ظلم کا نشانہ بن کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور کئی معصوم جانیں ضائع ہو رہی ہیں، بچے یتیم ہو رہے ہیں، عورتیں بیوہ ہو رہی ہیں، بوڑھے ماں باپ اپنے جوان بچوں کے سہاروں سے محروم ہو رہے ہیں لیکن نہ ان مرنے والوں کو پتہ ہے کہ ہمیں کیوں مارا گیا ہے نہ ان کے لواحقین کو پتہ ہے کہ ہمارے پیاروں کو کیوں مارا گیا ہے اور کیوں مارا جا رہا ہے۔ لیکن ہر احمدی پاکستان میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھر رہا ہے اور جانتا ہے کہ اگر میری جان جائے گی تو ایک عظیم مقصد کے لئے جائے گی۔ اور شہداء کے لواحقین، بچے، بیوائیں، ماں باپ جانتے ہیں کہ ہمارے پیاروں نے جو قربانیاں دی ہیں وہ ایک عظیم مقصد کے لئے دی ہیں اور دے رہے ہیں۔ اور جہاں انہوں نے جان کے نذرانے دے کر اپنی زندگی ابدی کر لی وہاں پیچھے رہنے والوں کے بھی سر فخر سے اونچے کر دیئے ہیں۔ مجھے اس مضمون کے کئی خط آئے ہیں، آتے ہیں اور اکثر آ رہے ہیں کہ ہمیں تو علم ہی نہیں تھا کہ ہمارے پیارے ہم سے جدا ہونے والے ہمارے مقام کو بھی کتنا بڑھا گئے ہیں۔ اور یہ تو ذاتی فائدے ہیں لیکن جو جماعتی فائدے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ، جن میں احمدیوں کے ایمان کی مضبوطی بھی شامل ہے اس مضمون کے بھی کئی خط مجھے آتے ہیں کہ ان قربانیوں سے ہمارے خوف دور ہو گئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ پہلے جو سستیاں تھیں ان کو دور کرنے کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا جماعتی تبلیغ کے میدان تو مزید کھلے ہی ہیں۔ پس گو ہمارے شہداء نے بہت بڑی قربانی دی لیکن اس قربانی کے پیچھے جس عظیم انقلاب کی تاریں ہل رہی ہیں وہ آج کے دن ہمیں اس طرف متوجہ کر رہی ہیں کہ حقیقی عید تو اس دن آئے گی جب ان قربانیوں کے صدقے لوگ اپنے اندر، دنیا اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرے گی۔ جب دنیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو گی۔ یہ احمدیوں پر تنگ حالات بتا رہے ہیں کہ عُسر کی حالت ہے جس کے پیچھے مسیح محمدی سے اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق جو یُسر کے حالات پیدا ہونے ہیں ان میں ان قربانیوں کے روشن باب رقم ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان فتح کا نقارہ بجے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا ہے۔ آئندہ جب احمدیت اور حقیقی اسلام کی فتح کی خوشی منائی جائے گی یا فتح کی خوشی میں عید منائی جائے گی تو شہدائے احمدیت کو تاریخ یاد رکھے گی، ہمیشہ یاد رکھے گی۔ دنیا کو بتایا جائے گا کہ آج جو تم فتح کی خوشیاں اور عید منا رہے ہو یہ ان قربانیوں کی مرہون منت ہیں جو شہداء نے اپنے خون بہا کر دیں۔ پس دشمن سمجھتا ہے کہ احمدی کا خون ارزاں ہے۔ یہ خون تو ہر دن اپنی قیمت بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے شہداء کی قربانیوں کو تاریخ نے آج تک نہیں بھلایا تو ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنے والوں کی قربانیوں کو بھی تاریخ کبھی نہیں بھلائے گی۔ پس شہیدوں کے بیوی بچے، ماں باپ، بھائی بہن بلکہ ہم سب کو اس بات پر اپنے پیارے شہداء کا شکر گزار ہوتے ہوئے عید منانی چاہئے کہ انہوں نے زمانے کے امام کی فکروں کو دور کرتے ہوئے جہاں اپنے خون سے جماعت کی تاریخ رقم کی ہے وہاں ہمیں عید منانے کے نئے اسلوب بھی سکھا گئے ہیں۔

چند سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں نفس کی پاکیزگی کی خاطر ہم رمضان میں جائز چیزوں کی قربانی دیتے ہیں جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہم عید مناتے ہیں وہاں ہم میں سے ایسے بھی ہیں جو رمضان میں اپنی جانوں کی قربانیاں دے کر جنتوں کی بشارت پا کر حقیقی عید منانے والے بن گئے ہیں۔ اور اس مقام کو پا گئے ہیں جو خدا تعالیٰ کی رضا کا مقام ہے۔ گو پیچھے رہنے والوں کے لئے یہ بڑی تکلیف دہ صورتحال ہے۔ اپنوں کا غم تو بھلایا ہی نہیں جا سکتا اور جب کوئی ظاہری خوشی کا موقعہ آئے، جب عیدیں آئیں تو یہ جدائی کا غم زیادہ ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اور اس سال تو جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ پچھلے رمضان سے اب تک 97 شہادتیں ہوئی ہیں۔ کئی بیوائیں ہیں جو اپنی عدت کا عرصہ پورا کر رہی ہیں۔ اور عید کے باوجود ایک غم کی کیفیت میں ہیں۔ کئی بچے ہیں جو اس سال عید پر اپنے باپوں کی شفقت سے محروم ہیں۔ کئی مائیں ہیں جو اپنے جگر گوشوں کو سینے سے لگا کر عید مبارک دیا کرتی تھیں۔ لیکن اس سال ان کے مزاروں پر دعا کر کے اپنے دل کی ٹھنڈک کا سامان پیدا کریں گی۔ کئی باپ ہیں جو اپنے شہید بیٹوں کے سہارے عید پڑھنے جایا کرتے تھے اب کسی اور کے سہارے ان کی قبروں پر دعا کے لئے جا رہے ہوں گے۔ یہ ایسی صورت ہے جو خونی رشتوں کو بلکہ قریبی دوستوں کو بھی آج بے چین کر رہی ہے اور بے چین کر رہی ہو گی۔ اور عید کی خوشی کی بجائے غم کی حالت پیدا کر رہی ہو گی۔ لیکن اگر ہم سوچیں تو رمضان میں اور عید کے دن دنیا میں کتنی ہی موتیں واقعہ ہو جاتی ہیں اور صبر کرنا پڑتا ہے۔ ان شہداء کی موت تو جماعت کو زندگی بخشنے کے لئے ہوئی ہے۔ ان شہداء نے تو اپنی جان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق تھے ان سے اپنی وفا کے عہد نبھاتے ہوئے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے دی ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آج عید نہ منائیں۔ جب ہم عید منائیں گے اور اس عید کے دن دل کے غموں کو خدا تعالیٰ کے حضور پیش کریں گے تو یہ دعائیں جہاں ان شہداء کے درجات مزید بلند کرنے کا باعث ہوں گی وہاں ہمارے لئے بھی تسکین کے سامان پیدا کریں گی۔ عُسر کا عارضی دور یُسر کے وسیع دور میں تبدیل ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے عید کے متعلق تمام الہامات ہمیں عید کی خوشیوں کی خبر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ تو سوال نہیں پیدا ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے جو ظاہری عیدوں کے سامان فرمائے ہیں وہ ہم نہ منائیں اور ان خوشیوں میں شامل نہ ہوں جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے امام کے ساتھ وابستہ فرمائی ہیں۔ آپ کا ایک الہام ہے ”آمدن عید مبارک بادت۔ عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔“ (تذکرہ صفحہ 626 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) پہلے فارسی حصے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا آنا تیرے لئے مبارک ہو۔ پس عید کا آنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مبارک ہے اور پھر آپ کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے لئے اور پھر امت مسلمہ کے لئے بھی مبارک ہو سکتا ہے اور ہے۔ امت مسلمہ کے لئے بھی حقیقی عید تبھی ہو گی جب وہ آپ علیہ السلام کو مان لیں ورنہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے اور اس کی وضاحت ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی ہے اور وہ بڑی دل کو لگتی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت سے اللہ تعالیٰ نے عید کے سامان تو پیدا فرما دیئے، یُسر کے ساتھ جو کامیابیاں مقدر کی ہیں ان کے سامان تو ہو گئے۔ اب جو ماننے والے ہیں ان کے لئے تو یہ عید مبارک ہے جو نہیں مانتے وہ محروم ہیں۔ اور پھر عید کے ساتھ فتح کی نوید سناتے ہوئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلْعِيْدُ الْآخَرُ تَنَالُ مِنْهُ فَتْحًا عَظِيْمًا (تذکرہ صفحہ 586 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ) یعنی ایک اور عید ہے جس میں تُو ایک بڑی فتح پائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فتوحات کی خوشخبریاں دے رہا ہے اور خوشخبریاں بھی عید کے ساتھ اور عید کے حوالے سے دے رہا ہے تو پھر ہم کیوں نہ اپنے غموں کو بھول کر زمانے کے امام کے ساتھ عظیم تر خوشیوں میں شامل ہوں۔ ہمارے اس غم کی حالت میں خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر نکلے ہوئے آنسو ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور تو بہتے ہیں لیکن دشمن پر اپنی کمزوری ظاہر نہیں کرتے۔ کوئی شکوہ اور شکایت نہیں کرتے۔ یقیناً یہ آنسو ہمیں فتوحات کے قریب تر کرنے کا باعث بنائیں گے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ پاکستان میں احمدیوں پر زندگی تنگ سے تنگ تر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور جو ظلم ان پر ہو رہا ہے اور جس بہادری اور ثابت قدمی سے وہ اس کا مقابلہ کر رہے ہیں یقیناً تمام دنیا کے احمدیوں کو چاہئے اور یہ ان کا فرض ہے کہ ان کے لئے دعائیں کریں۔ تمام تر خوفوں کو سامنے دیکھنے کے باوجود جس جرأت سے وہ لوگ عید منا رہے ہیں اصل عید تو انہی کی ہے۔ شاید باہر کی دنیا کے ہر احمدی کو پتہ نہ ہو کہ دشمن کے جو خوفناک منصوبے ہیں اس کی ایک تازہ مثال مردان کی مسجد میں خودکش حملہ کر کے بڑی تباہی لانے کی کوشش تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور اس کو ہم نے یہاں دیکھ لیا کہ یہ لوگ کس طرح کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کا مسجدوں میں آنا یقیناً ایک جرأت مندانہ کام ہے۔ اور جان کی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنے کے عہد کی یہ ایک عملی شکل ہے۔ بہر حال مرد تو مسجد میں آتے ہیں لیکن عورتوں، بچوں کو اس خطرے کے پیش نظر مسجد میں آنے اور ایک جگہ جمع ہونے سے آج کل روکا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے بعض عورتوں کے بے چینی کے اظہار کے خط بھی آتے ہیں۔ یہ شاید پہلا موقع ہے جب پاکستان میں عورتوں، بچوں کو عید پڑھنے کے لئے ایک جگہ جمع ہونے سے کلیۃً منع کر دیا گیا ہے۔ دشمن کے ظالمانہ منصوبوں کی وجہ سے یہ قدم اٹھانا پڑا اور جس کی وجہ سے میں نے کہا کہ بچوں اور عورتوں میں شدید بے چینی بھی پائی جاتی ہے۔ پس ان عورتوں اور بچوں کو میں کہتا ہوں کہ اگر دشمنوں کے ان منصوبوں کی وجہ سے تمہیں مسجد میں آنے سے روکا گیا ہے اور عید گاہ میں جا کر عید پڑھنے سے روکا گیا ہے تو تمہاری جانوں کی حفاظت کی خاطر منع کیا گیا ہے کیونکہ ظاہری اسباب اور احتیاطی تقاضے پورے کرنا بھی عقلاً اور شرعاً ضروری ہیں۔ اگر آپ لوگ مسجدوں اور عید گاہوں میں عید نہیں منا سکتے تو اپنے گھروں کو آہ و بکا اور گریہ وزاری سے تو بھر سکتے ہیں۔ پس اپنے گھروں کو آہ و بکا اور گریہ وزاری سے اس قدر بھر دیں کہ خدا تعالیٰ خود آپ کے دلوں کو تسلیاں دے کر کہے کہ میری بندیو! میرے بچو! اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا یقیناً سچا

ہے۔ پس یہ یُسر آئے گا اور یقیناً آئے گا اور تمہاری تنگی اور گھٹاؤ کے دن یقیناً فراخی اور کامیابی میں بدل کر مسیح موعود کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو سچا کر دکھائیں گے۔ پس تم اپنے خدا کے حضور جھکنے اور گڑگڑانے سے کبھی نہ تھکو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام یہ ہے کہ ’’لڑکے کہتے ہیں عید کل تو نہیں پر پرسوں ہے۔‘‘ (تذکرہ صفحہ 161 ایڈیشن چہارم 2004ء مطبوعہ ربوہ)

پس ہمیں دعا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ حقیقی عید جس نے کل نہیں تو پرسوں تو آنا ہی آنا ہے وہ ہماری زندگیوں میں آجائے۔ ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے وہ وعدے آگے نہ ٹل جائیں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو غلبہ عطا فرمانا ہے۔ جو فتح مبین ہوگی، کب ہوگی؟ یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

جرمنی جلسے پر ایک سیشن میں میرا جرمنوں سے بھی خطاب تھا۔ جرمن غیر از جماعت، غیر مسلم جرمن آئے ہوئے تھے تو مَیں نے انہیں کہا کہ تم میری بات کو ایک دیوانے کی بڑ سمجھو گے لیکن ہم اس یقین پر قائم ہیں کہ جو نظام اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ذریعہ سے قائم فرمایا ہے، اسی نے اب دنیا میں رائج ہونا ہے اور کوئی نہیں جو اس تقدیر کو بدل سکے۔ لیکن پیار اور محبت سے، نہ حکومتوں پر قبضہ کرکے، نہ دہشت گردی کر کے، نہ معصوموں کو قتل کرکے، نہ کسی کی اقتصادیات پر قبضہ کرکے، نہ کسی کی زمین پر قبضہ کرکے، نہ سیاسی جوڑ توڑ کر کے۔ غرض کہ خالص ہو کر دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنی ہے۔ یہی ہمارا مقصود ہے اور یہ بڑ نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے گا اور جب دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم ہوگی تو وہی دن ہمارے لئے حقیقی عید کا دن ہوگا۔ احمدی اگر شہید ہو رہے ہیں، قربانیاں دے رہے ہیں، اپنے گھر بار چھوڑ کر گھر سے بے گھر ہو رہے ہیں تو اس عید کے استقبال کے لئے جو جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ جماعت احمدیہ پر یہ راتیں جو بظاہر نظر آ رہی ہیں یہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قدر کی راتیں ہیں جو عید کی خوشیوں سے پہلے ہر رمضان میں بھی آتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوؤں اور فرستادوں کے زمانے میں بھی آتی ہیں۔ جس کی تفصیل میں اپنے خطبے میں بھی بیان کر چکا ہوں۔ یہی راتیں ہیں جو قبولیت کا درجہ پا کر انقلاب پیدا کر دیتی ہیں۔ اور ان کے بعد ایک عید نہیں بلکہ عیدوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس کیا ہوا اگر آج پاکستان میں یا بعض اور جگہوں پر جماعت عُسر کے دور سے گزر رہی ہے۔ جس دور سے یہ گزر رہی ہے یہ عُسر تو ہمیں یُسر اور فتوحات کے راستوں کی نشان دہی کر رہا ہے۔ پس اس سوچ کو سامنے رکھتے ہوئے صبر اور دعا سے اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کی نصرت، اس کا لقا مانگتے چلے جانا ہمارا کام ہے۔ ہمارے پیاروں نے جو قربانیاں دی ہیں اور جن کی وجہ سے بظاہر گھروں میں ایک صدمے کی کیفیت ہے۔ اسی طرح عورتوں اور بچوں کو عید کی خوشیوں میں شامل نہ ہونے کا جو غم ہے اس صدمے اور غم کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنا لیں۔ یہ دعا کریں کہ ہمارا صبر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو کر خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل قدر بن جائے۔ پھر دنیا دیکھے گی کہ قربانیوں اور شہیدوں کے خون کے رنگ لانے کا کیا مطلب ہے۔ آئیں آج ہم یہ دعا کریں کہ ہمارے صبر اور ہمارے حوصلے اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والے بن جائیں۔ اس کے فضلوں کی بارش کے پہلے سے بڑھ کر برسنے کا باعث بن جائیں اور خدا تعالیٰ ہمیں حقیقی عید کی خوشیاں، جو خدا تعالیٰ کی نظر میں حقیقی عید ہے، عطا فرمائے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سب کو آج عید کی مناسبت سے عید مبارک بھی دیتا ہوں۔ آپ جو میرے سامنے بیٹھے ہیں آپ کو بھی اور دنیائے احمدیت میں جہاں جہاں بھی جو احمدی خطبہ سن رہے ہیں یا نہیں بھی سن رہے سب کو بہت بہت عید مبارک ہو۔ اب ہم دعا کریں گے اور دعا میں شہدائے احمدیت کے درجات کی بلندی، ان کے پسماندگان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی نیک تمنائیں پوری فرمائے۔ حفاظت میں رکھے۔ پاکستان میں رہنے والے ہر احمدی کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کے غم کو خوشیوں میں بدل دے۔ اسیرانِ راہ مولیٰ ہیں ان کی رہائی کے اللہ تعالیٰ سامان پیدا فرمائے۔ مالی قربانیاں کرنے والوں کے اموال ونفوس میں بے انتہاء برکت ڈالے۔ پاکستان میں آج کل افراد جماعت جو جماعت کی حفاظت کے لئے، جو جماعتی عمارات کی حفاظت کے لئے قربانی کر رہے ہیں ان کے جان و مال کی حفاظت کے لئے بھی دعا کریں۔ پاکستان کے احمدیوں کے لئے خاص طور پر جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے اور دنیا کے احمدیوں کے لئے عموماً بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور اپنے لئے سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا خالص عبد بنا لے۔ (خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کرائی۔ اس کے بعد فرمایا)

ایک اعلان مَیں معذرت کے ساتھ یہ بھی کرنا چاہتا ہوں بلکہ معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ عموماً اس عید پر میں ہر ایک سے مصافحہ کرتا ہوں۔ لیکن گزشتہ چار پانچ دن سے میری بازو میں بڑی شدید درد شروع ہوئی ہے۔ اور ڈاکٹر کا مشورہ بھی یہی ہے کہ مصافحہ نہ ہی کیا جائے تو اچھا ہے۔ بڑی strong pain killer کھا کر ابھی تک میں گزارا کر رہا ہوں۔ اللہ کے فضل سے کام میں تو کوئی حرج نہیں آیا لیکن بہرحال میرا خیال ہے چار پانچ ہزار آدمیوں سے جب مصافحہ ہوگا تو کچھ نہ کچھ تکلیف شاید بڑھ جائے۔ اس لئے احتیاطاً بلکہ جو مجھے احساس ہے اس کی وجہ سے میں سمجھتا ہوں اور ڈاکٹر کا بھی یہ مشورہ ہے کہ نہ کیا جائے تو یہ معذرت ہے۔ تاہم بہرحال تمام ہالوں میں جا کر میں سب کو عید مبارک ضرور کہوں گا۔ آپ سب کو عید مبارک ہو۔ جو جہاں بیٹھے ہوئے ہیں بیٹھے رہیں اور آپ لوگوں نے میرا خیال ہے کہ بیٹھنے کی مرضی سے یا کسی انتظامی معاملے کی وجہ سے بیٹھنا ہو تو بیٹھیں ویسے ضرورت نہیں ہے۔ اللہ سب کا حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

☆☆☆

اعلانات

دارالصناعۃ قادیان (ٹیکنیکل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ)

آج کے ترقی یافتہ دور میں جبکہ بے روزگاری دن بدن بڑھتی جارہی ہے اور کسی بھی ملک میں تمام تعلیم یافتہ نوجوانوں کیلئے ملازمتیں دینا مشکل ہوتا جارہا ہے۔ ایسے دور میں ہنرمندی بے حد ضروری امر ہو گیا ہے کیونکہ ہنرمند نوجوان اپنے وسائل کے مطابق کچھ نہ کچھ کرنے کی ہمیت رکھتا ہے۔

فنی تعلیم کی جو اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۲۹ نومبر ۲۰۰۸ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ بھارت کے دوران جب صوبہ کیرالہ کے عہدیداران کو ہدایات سے نوازا تو اس موقع پر سیکرٹری وقف نو نے حضور انور کی خدمت میں استفسار کیا کہ جو واقفین نو بچے پڑھائی میں سست ہیں اور پڑھائی کا ان کو شوق نہیں اُن کے بارے میں کیا کاروائی کی جاسکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ان کو ان کے رجحان کے مطابق Plumber, Electronic, Mechanic میں ٹریننگ دینی چاہئے۔ اس طرح ان سے جماعت کے لئے کام لیا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل ۹ جنوری ۲۰۰۹)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۹۳۴ء میں قادیان کی مبارک بستی میں نوجوانوں کو ہنر سکھانے اور انہیں مفید شہری بنانے کیلئے ’’دارالصناعۃ‘‘ کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ ادارہ جو تقسیم ملک کے بعد حالات سازگار نہ ہونے کی وجہ سے بند ہو گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کا بیحد فضل واحسان ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ ہندوستان کو پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کی رہنمائی میں ازسرنو اس ادارہ ’’دارالصناعۃ‘‘ کو جاری کرنے کی توفیق ملی۔

دارالصناعۃ قادیان کا قیام وآغاز ۲۳ مارچ ۲۰۱۰ء میں پیارے آقا کی منظوری سے ہوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی زیرنگرانی یہ ادارہ قادیان میں چل رہا ہے۔

دارالصناعۃ کی بلڈنگ قادیان میں کوٹھی دارالسلام کے احاطہ میں واقع ہے۔ اس کی بلڈنگ کا بنیادی کام ۲۰۱۰ء میں مکمل کرلیا گیا تھا جس میں ۳ تھیوری کے کمرے مع اوزار اور ایک بڑا ہال ورکشاپ کیلئے استعمال میں لایا جارہا ہے۔ اسی طرح قادیان سے باہر کے طلباء کیلئے ہوسٹل اور میس کا انتظام بھی موجود ہے۔ دارالصناعۃ قادیان میں اس وقت صبح/شام کی کلاسز میں مندرجہ ذیل ٹریڈز پڑھائے جارہے ہیں۔

۱۔ پلمبنگ۔ ۲۔ ویلڈنگ۔ ۳۔ آٹو مکینیزم وڈرائیونگ۔ ۴۔ الیکٹریشن۔ ۵۔ آٹو الیکٹریشن۔ ۶ کمپیوٹر۔

مذکورہ ٹیکنیکل ٹریننگ کے علاوہ انگریزی بول چال، دینی کلاسز کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔

سال ۲۰۰۹۔۱۰ کے تعلیمی سال میں ۳۳ نوجوان اس ادارہ سے فائدہ اٹھا کر اپنے کورسز کو مکمل کر چکے ہیں۔ سال ۲۰۱۰۔۱۱ کیلئے ماہ مارچ میں داخلہ لیا جارہا ہے۔ ہندوستان بھر کے احمدی نوجوانوں سے درخواست ہے کہ اس ادارہ سے بھرپور فائدہ اُٹھائیں۔ داخلہ فارم قائدین کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔ خواہشمند نوجوان قائد مجلس سے داخلہ فارم حاصل کرسکتے ہیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ ہندوستان کی بھرپور کوشش ہے کہ ادارہ دارالصناعۃ میں جماعت احمدیہ کے لئے فارغ نوجوان جو اپنی تعلیم کسی وجہ سے جاری نہیں رکھ سکے انہیں مختلف ٹریڈز میں تربیت دے کر اس قابل بنایا جائے کہ کوئی نوجوان بے کار نہ رہے اور اس بابرکت ادارہ سے فارغ ہونے کے بعد زینہ بہ زینہ کامیابی حاصل کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام اسٹاف وطلباء دارالصناعۃ کو ان مقاصد کی تکمیل میں ہرممکن کوشش کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) (صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

درخواست دُعا

خاکسار کے والد مکرم محمد رشید صدیقی صاحب آف کانپور کو ڈاکٹر نے پرسٹیٹس کینسر کا مرض تشخیص کیا ہے۔ اس کے مزید نہ بڑھنے کی غرض سے ایک چھوٹا سا آپریشن بھی کیا ہے اور مزید اعلاج کے لئے احتیاطاً ممبئی بھیج دیا ہے۔ قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ معجزانہ طور پر والد صاحب کو مکمل شفایابی عطاء فرمائے۔ نیز والدہ صاحبہ بھی شوگر کی مریضہ ہیں ان کی صحت وسلامتی کے لئے بھی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے اور خاکسار کی دینی ودنیاوی ترقیات کے لئے اور صحت وسلامتی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

محمد صدیق آف کانپور (یوپی)

اعلان نکاح

اللہ کے فضل وکرم سے خاکسار کے بھانجے عزیز مونس احمد بھٹی آف بنگلور ابن مکرم داود احمد صاحب بھٹی مرحوم آف لکھنو کا نکاح عزیزہ ہمانا ناہید بنت مکرم خلیل احمد صاحب آف کانپور کے ساتھ مبلغ ساڑھے تین لاکھ روپے حق مہر پر مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب منڈاشی نے مسجد مبارک قادیان میں مورخہ 13 اپریل 2011ء کو بعد نماز مغرب پڑھایا۔ عزیز مونس احمد بھٹی مکرم سیٹھ خیرالدین صاحب بھٹی آف لکھنو کے پوتے اور مکرم سید عاشق حسین صاحب آف بھاگلپور کے نواسے ہیں۔ قارئین بدر سے جانبین کے لئے رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے اور ثمر باثمرات حسنہ کا موجب بنانے کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اعانت بدر ۵۰۰ روپے۔

(مظفر عالم مدرس تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان)

قمر ہے چانداوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

(سید شمشاد احمد ناصر۔ امام، لاس اینجلس امریکہ)

چند دِن ہوئے خاکسار کو میری لینڈ جانے کا موقع ملا۔ ایک دوست نے مجھے واشنگٹن پوسٹ کی ۱۷ ستمبر ۲۰۱۰ کی ایک ای میل بھجوائی تھی جس میں ایک عیسائی دوست کا خط شائع ہوا تھا۔ اس عیسائی دوست جس کا نام BOB HIRSHON ہے نے ایڈیٹر کے نام خط لکھا۔ جس میں اس نے ۱۱ ستمبر کے حملہ کے اگلے روز احمدیہ مسلم کمیونٹی کے امام شمشاد صاحب جو سلور سپرنگ میں مسجد کے امام تھے، ہمارے پاسٹر REV LIZ LERNER سے بھی رابطہ کیا۔ اس خواہش اور امید کے ساتھ کہ یہ مراسم اس وقت دکھے دلوں پر مرہم کا کام کریں گے اور اسی موقعہ پر امام شمشاد نے ہمارے پاسٹر کو قرآن کریم کا ایک نسخہ بطور تحفہ بھی پیش کیا اور اس طرح ہر دو گروپ ایک دوسرے کے نزدیک بھی آئے اور مراسم بھی قائم کئے۔ وہ مزید لکھتے ہیں کہ اس سال 9/11 کے بعد اگلے روز یعنی ۱۲ ستمبر ۲۰۱۰ کو ہمارے پاسٹر صاحب نے مذہبی رواداری کی مثال کو قائم رکھتے ہوئے قرآن کریم کا وہی نسخہ اپنی نوزائدہ لائبریری کے لئے پیش کیا اور کہا کہ اس سے زیادہ اور کون سا اچھا موقعہ ہوسکتا ہے کہ جب ایک طرف ایک اور پاسٹر مسٹر ٹیری جان جس نے 9/11 کو قرآن کریم کو جلانے کا اعلان کیا تھا (نعوذ باللہ) ہم مذہبی رواداری عزت وتکریم اور افہام وتفہیم کی فضا کو اجاگر کرنے کیلئے اپنی لائبریری کی ابتداء اسی قرآن کریم کے نسخہ سے کریں‘‘۔

چوں کہ میں ان دنوں میں سلور سپرنگ ہی میں تھا جب یہ ای میل پڑھی اور ۱۷ ستمبر ۲۰۱۰ء کی واشنگٹن پوسٹ میں یہ خط پڑھا تو خواہش ہوئی کہ میں ان صاحب کا جنہوں نے یہ خط لکھا ہے اور پادری صاحب کا چرچ میں جا کر شکریہ ادا کروں۔

خاکسار ایک نوجوان عزیزم فہد رانا کو ساتھ لیکر ۱۹ ستمبر بروز اتوار اُن کے چرچ گیا۔ جب خاکسار اندر داخل ہوا تو پادری صاحب اپنا ایڈریس یا یوں کہئے اپنا Sermon پیش کررہے تھے جوں ہی خاکسار پر نظر پڑی انہوں نے خاکسار کا والہانہ استقبال ڈائس سے نیچے اُتر کر دروازہ پر تشریف لائے اور مجھے خوش آمدید کر کے فرنٹ کرسیوں پر بٹھایا اور پھر اپنا خطاب شروع کیا جس میں جماعت احمدیہ کی 9/11 پر خدمات کو سراہا۔ اس کے بعد جب وہ اپنا خطبہ ختم کر چکے تو انہوں نے خاکسار کو پوڈیم پر بلایا اور کچھ کہنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ

ہمیں خوشی ہے کہ ہم اس موقعہ پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ اُس نے محض اپنے فضل سے یہ موقعہ بہم پہنچایا۔ میں مسٹر باب صاحب کا جنہوں نے واشنگٹن پوسٹ میں بھی خط لکھا، کا شکر گذار ہوں۔ میں آپ کے پاسٹر صاحب کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے چرچ کی لائبریری کی ابتداء قرآن کریم کے نسخہ سے کی ہے۔

خاکسار نے انہیں یقین دلایا کہ اسلام سوائے امن، محبت اور رواداری کے اور کچھ نہیں ہے، ہم جب آپ کو السلام علیکم کہتے ہیں تو اس بات کی ضمانت دے رہے ہوتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے امن اور محبت کے ضامن ہیں میں نے بتایا کہ Muslim For Peace ساتھ ہی خاکسار نے قرآن کریم کی خوبیوں کے بارے میں بھی بیان کیا جب میں یہ بیان کررہا تھا کہ اسلام سوائے امن، محبت پیار کے اور کچھ بھی نہیں تو سبھی سامعین ادب کے ساتھ تالیاں بجاتے ہوئے کھڑے ہوگئے اور کافی دیر تک کھڑے رہے اور تالیاں بجاتے رہے۔ یہ قرآن کریم کی برکت تھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ یہ تمام واقعہ اور یہ ساری تمہید بیان کرنے کا صرف ایک مقصد ہے کہ

اس وقت اسلام اور قرآن دشمنوں کے حملوں کی زد میں ہے، اور اس وقت ہمارا کام ہے کہ اسلام کی اس کشتی کو بچائیں۔ اور اس کا ایک ہی طریق ہے کہ ہم خود اسلام کی اور قرآن کریم کی حکومت کو دلوں پر قائم کریں اور اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھائیں کہ اسلام ہی سچا، امن والا اور دنیا میں پیار و محبت قائم کرنے والا مذہب ہے۔

اکثر مسلمانوں کی موجودہ صورت قطعاً اس بات کی عکاسی نہیں کرتی کہ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کررہے ہیں اور یہ کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقت میں محبت بھی ہے کیوں کہ جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوگی وہ آپؐ کے اُسوہ کی پیروی بھی کرے گا اور آپؐ کی سنت پر عمل بھی کرے گا۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ موجودہ صورت اس بات کی غمازی نہیں کرتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث اور پیشگوئی کی عکاسی کرتی ہے اور صداقت کو عیاں کرتی ہے جس میں آپؐ نے فرمایا ہے کہ یاتی علی الناس زمان لایبقی من الاسلام الاّ اسمه ولا یبقی من القرآن اِلا رسمه۔

کہ لوگوں پر ایسا وقت بھی آئے گا کہ جب اُن میں اسلام صرف نام کا رہ جائے گا۔ اور قرآن کریم صرف کتابی صورت میں رہ جائے گا وہ نہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کررہے ہوں اور نہ ہی قرآن کریم کے احکامات پر عمل کررہے ہوں گے۔

اب جو کچھ پاکستان میں ہورہا ہے۔ خدا را بتائیں یہ اسلام کی کون سی تعلیم ہے؟۔ یا قرآن کی کون سی تعلیم پر عمل ہورہا ہے؟ یہ قتل وغارت خواہ شیعوں کے جلوس پر ہو۔ خواہ سنی مساجد میں سو یا احمدیوں کی مساجد میں یا بھرے بازاروں میں یا ہوٹلوں میں یا عیسائیوں کے گرجوں میں یا کسی بھی مذہبی جماعت پر بم پھینکنا، گولیاں چلانا۔ خون ریزی کرنے کہاں کا اسلام ہے؟

ہم سب کے لئے دکھی ہیں۔ تمام انسانیت کے لئے دکھی ہیں۔ تمام مذاہب والوں کیلئے دکھی دل سے یہ اپیل کرتے ہیں کہ خدا کیلئے اسلام پر قرآن پر اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یہ داغ نہ لگاؤ۔ یہ دھبّے لگانے والے دراصل اپنا ہی منہ کالا کررہے ہیں۔

سیالکوٹ میں جو سانحہ گذرا کہ دو نوجوانوں کو مار مار کر ہلاک کر کے اُن کی لاشوں کو الٹا لٹکا دیا۔ بالفرض اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ وہ چور ہی تھے اسلام کی کہاں تعلیم ہے کہ چوروں سے یہ سلوک کرو۔ یہ ساری کارروائی حکومت وقت کا کام ہے کہ تفتیش کر کے خود وہ سزا دے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے دوسرے مذاہب والوں کو بھی اپنا دشمن خود بنالیا ہے۔ میں نے بات شروع کی تھی کہ قرآن کریم کی حکومت کو دلوں پر قائم کریں۔ ہمارے گھروں میں اسلام رائج ہو۔

بعض مسلم حکومتوں میں بھی دیگر فرقوں کے ساتھ مساوات کا سلوک نہیں کیا جاتا۔ نہ عبادت کرنے کی آزادی ہے نہ ہی وہ اپنے حقوق لے سکتے ہیں۔

اور ہمارے ساتھ یعنی احمدیوں کے ساتھ تو یہ امتیازی سلوک ۱۹۷۴ء سے ہورہا ہے ہم تو ووٹ بھی نہیں دے سکتے۔ کسی بھی ملک نے ووٹنگ کے سلسلہ میں کوئی تمیز اور تفریق نہیں کی۔ یہ تو انسان کا بنیادی حق ہے اور ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان میں اقلیتوں کی نہ جان کی حفاظت ہے نہ مال کی نہ عزت کی اور اُن کے ساتھ جانبدارانہ سلوک رکھا جارہا ہے اور انہیں اُن کے بنیادی حقوق خاص طور پر مساویانہ حقوق نظر انداز کر کے ووٹنگ سے بھی محروم رکھا جارہا ہے۔

خاکسار نے جو شروع میں اپنے مضمون کا عنوان باندھا ہے کہ

’’قمر ہے چانداوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے‘‘

یہ بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک مشہور نظم قرآن کی عظمت کے بارے میں ہے آپ مزید فرماتے ہیں۔

جمال وحسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے
خدا کے قول سے قول بشر کیوں کر برابر ہو؟
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے
(درثمین)

حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۰/ اگست ۲۰۱۰ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا فلوریڈا کے پادری جان ٹیری کی اس مذموم حرکت کا سختی سے نوٹس لیتے ہوئے اعلان فرمایا کہ:۔

’’جہاں تک قرآن مجید کی توہین کا سوال ہے تو امریکہ کے Florida اس چرچ نے جس کا نام Dove چرچ بتایا جاتا ہے اپنے مذموم بیان میں قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے توہین آمیز ریمارکس دیتے ہوئے اسلام کو ’’شیطانی مذہب‘‘ سے تعبیر کیا ہے جو کہ لاکھوں لوگوں کو جہنم میں دھکیلنے کا ذریعہ ہے (نعوذ باللہ من ذلک)

چرچ کے پاسٹر Terry Jones نے اپنے بیان میں اسلام کو تشدد آمیز بتاتے ہوئے اس کو ’’دھوکے کا مذہب‘‘ بتایا ہے۔

جہاں تک چرچ کے پاسٹر کی اس متعصّبانہ اور معاندانہ حرکت کا تعلق ہے تو یقیناً یہ عیسائیوں اور مسلمانوں میں دشمنی پیدا کرنے اور یورپ میں مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کی ایک مذموم سازش ہے اور یہ بات اس دجالی سازش کا حصہ ہے کہ ان لوگوں کو علم ہوچکا ہے کہ وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو اشتعال دلا کر خود ان کے اپنے ممالک میں یا جن ممالک میں وہ اقلیت میں ہیں انہیں کمزور کیا جائے۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمانوں کا اکثر طبقہ جو جہلاء میں سے ہے اور صرف مولوی صاحب کے فتوؤں پر یقین رکھتا ہے وہ متشدد مولویوں کے فتووں بلکہ اُن کے بہکاوں پر عمل کر کے اپنے ہی ممالک میں توڑ پھوڑ کرے گا جس کے نتیجہ میں وہ ایک طرف جانی و مالی اعتبار سے کمزور ہوں گے تو دوسری طرف دجالی اقوام کو یہ لکھنے کا بہانہ مل جائے گا کہ دیکھو اسلام صرف اور صرف تشدد کی تعلیم دیتا ہے اس موقعے پر ہم انصاف پسند عیسائیوں اور چرچ کے ذمہ داران سے نہایت ادب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ امریکہ کے اس چرچ نے جو ایسی کارروائی کا منصوبہ بنایا ہے اور قرآن مجید کو جلایا ہے۔ تو کیا یہ تشدد کی تعلیم نہیں اور کیا تشدد کو عیسائیت کی طرف منسوب کیا جانا چاہئے۔؟‘‘

حضرت امیر المؤمنین نے اپنے خطبہ جمعہ میں اس پادری کے اس اقدام کو دنیا کے امن کو برباد کرنے والا قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید وہ مقدس کتاب ہے جس نے تمام دنیا کے مذاہب اور ان کے بانیان کی عزت وتکریم قائم فرمائی ہے ...... آپ نے فرمایا کہ قرآن مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت تمام نبیوں کی عزت کریں اور انجیل سمیت تمام مقدس مذہبی کتب کا احترام کریں اس اعتبار سے امریکن چرچ کا قدم نہ صرف ظالمانہ بلکہ اپنے اندر احسان فراموشی کے عنصر کو لئے ہوئے ہے آپ نے عالم اسلام کو نصیحت فرمائی کہ اگر امریکن چرچ ایسا قدم اٹھاتا ہے تو وہ اس موقعے پر بجائے تشدد کے اور اپنے ہی ممالک میں اپنی املاک کو نقصان کرنے کے صبر اور دعاؤں سے کام لیں اور قرآن مجید کی روشن اور سنہری تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ دنیا میں پھیلائیں‘‘۔

(ہفت روزہ البدر ۲ ستمبر ۲۰۱۰ء صفحہ ۱۶ مضمون نگار منیر احمد خادم قادیان)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کی حکومت کو دلوں پر قائم کرنے کی توفیق دے۔ ☆☆☆

موسم گرما کی بیماریوں کی روک تھام

ڈاکٹر طارق احمد ایس ایم او نور ہسپتال قادیان

اللہ تعالیٰ نے زندگی کی بقا کیلئے اپنی کمال حکمت سے الگ الگ موسم بنائے ہیں ہر چند مہینوں کے بعد موسم بدلتے ہیں گرمی سردی بارش بہار وغیرہ۔ موسم کی تبدیلی کے بغیر ہمارے کھانے پینے کی ضروریات پوری نہیں ہوسکتیں اسی طرح موسم کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ کچھ بیماریاں بھی لاحق ہوجاتی ہیں انسان کو ان موسمی بیماریوں سے بچنے کیلئے جانکاری کی ضرورت ہے اور ان کی روک تھام کیلئے بھی علم ہونا چاہئے۔

گرمی شروع ہوتے ہی ہسپتال میں بخار جن میں Typhoid اور Malaria قابل ذکر ہیں دست الٹی وغیرہ کے مریض آنے شروع ہوجاتے ہیں اور بعض کی حالت زیادہ خراب ہوتی ہے انہیں ہسپتال میں داخل بھی کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کئی قسم کے Dengue- virm fiver یرقان وغیرہ بھی گرمی کے موسم میں زیادہ ہوتے نظر آتے ہیں۔ سخت گرمی کی وجہ سے پسینہ زیادہ آتا ہے جسم میں پانی اور نمک کی کمی بھی ہوجاتی ہے اسی طرح تھکان لُو لگنا heat stroke وغیرہ بھی گرمی کے موسم کی بیماریوں میں شامل ہے۔ ان سے بچنے کیلئے عام طور پر جو احتیاط کرنی چاہئے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

ا۔ گرمی کے موسم میں سیر کرنا ہو تو صبح سویرے یا پھر شام کے وقت کرنی چاہئے۔

۲۔ سفر کرنا ہو تو کوشش ہونی چاہئے کہ صبح کے پہلے ہی سفر شروع کر دیا جائے دوپہر کو سفر کم کرنا چاہئے۔

۳۔ لباس ڈھیلا اور سوتی کا ہونا چاہئے سفید یا ہلکے رنگ کا ہو تو اچھا ہے جو سورج کی شعاعوں کو روک کر واپس کر دیتا ہے اور جذب نہیں کرتا جس سے بدن زیادہ گرم نہیں ہوتا۔

۴۔ گرمی میں مشروبات زیادہ سے زیادہ استعمال ہونے چاہئیں۔ لسی، لیمو پانی، شکنجوی، جوس وغیرہ جس میں چینی اور نمک دونوں ہوں بہت مفید ہے سفر کے وقت بہت زیادہ مشروبات لینی چاہئے تاکہ پانی اور نمک دونوں کی کمی کو پورا کیا جائے۔ کئی جگہ گرمی میں پینے اور نہانے کیلئے پانی کی بہت کمی ہوتی ہے اس لئے ایسی جگہ زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے پینے کا پانی صاف ہونا چاہئے جہاں پانی پینے کے قابل نہ ہو وہاں بیشک پانی کو اُبال کر چھان کر پینا چاہئے تاکہ ہر طرح کے جراثیم مرجائیں اور انفیکشن سے بچاؤ ہوجائے۔

۵۔ سخت دھوپ کے وقت جب باہر ماحول کی حرارت بھی بہت زیادہ ہو اور Humidity بھی زیادہ ہو اُس وقت سخت جسمانی کام نہ کیا جائے تو بہتر ہے اگر مجبوراً کرنا ہو تو تھوڑی تھوڑی دیر میں ٹھنڈی جگہ پر کچھ وقت آرام کر لیا جائے اور شربت وغیرہ پی لیا جائے۔

٦۔ گھر کا بنا ہوا کھانا کھایا جائے۔ باہر کا کھانا ہو تو کوشش کی جائے کہ ایسی جگہ کھانا کھایا جائے جہاں کھانا hygeinic ہونے کا امکان ہو کیونکہ کھانے میں اگر پہلے ہی Infection ہو تو یہ کھانا Cholera, Typhoid, Hepetitis وغیرہ بیماریوں میں مبتلا کرسکتا ہے یہ بیماریاں عام طور پر کھانے پینے کے راستے سے ہی انسان پر حملہ کرتی ہیں۔ ہری سبزیاں اور ترقی والی چیزیں زیادہ کھانی چاہئیں۔

۷۔ مچھر سے بچنے کیلئے مچھردانی کا استعمال کیا جائے اسکے علاوہ Repellant اور Chloroquin کی گولیاں بھی استعمال کی جاسکتی ہیں۔

۷۔ گرمی کے موسم کی سنگین بیماریاں ہیں جو عموماً بے احتیاطی سے ہوجاتی ہیں جب انسان سخت گرمی کی پرواہ کئے بغیر مشقت بھرا کام کرتا رہتا ہے اور جسم کے اندر کی گرماہٹ دھیرے دھیرے بڑھ کر بدن کی حرارت بعض وقت 106 Degree F یا 108 Degree F یا اُس سے بھی زیادہ ہوجاتی ہے جبکہ Normal حرارت 98 ڈگری کے آس پاس رہتا ہے۔ تب انسان کا جسم اور خاص کر دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور حرارت کو کنٹرول کرنے والا مرکز بھی ناکام ہوجاتا ہے۔ انسان بے ہوش بھی ہوجاتا ہے اور فوری توجہ اور علاج نہ کیا جائے تو جان بھی چلی جاتی ہے ہر سال گرمی میں ان بیماریوں سے ہندوستان میں کئی ہزار لوگ مرجاتے ہیں جن میں اکثریت صرف ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کو سخت دھوپ میں مجبوراً محنت کا کام کرنا پڑتا ہے ایسے مریضوں کو تو فوری ہسپتال پہنچانا چاہئے۔ First Aid کے طور پر کپڑے اتار دیئے جائیں اور ٹھنڈے پانی سے یا تولیا سے جسم کو آہستہ آہستہ ٹھنڈا کیا جائے سر کو بھی ٹھنڈا کیا جائے۔ اگر ہوش میں ہے تو ٹھنڈی مشروبات پلائی جائیں۔

۹۔ سرکار اور سماج کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو نہانے کیلئے اور پینے کیلئے گرمی کے دنوں میں پانی مہیا کرے پانی صاف ہو اور پینے کے قابل ہو۔ شہروں میں جگہ جگہ پینے کے پانی کا انتظام ہونا چاہئے تاکہ غریب لوگ مزدور لوگ اور مسافر اور راہ گیر مفت پانی حاصل کرسکیں اور جسم میں پانی کی کمی کو پورا کرسکیں۔ اسی طرح آبادی والے علاقے میں مچھر مکھی وغیرہ کو کم کرنے کیلئے ضروری اقدامات کرنیں چاہئیں۔

سب سے ضروری چیز جو ہے وہ خدا کا فضل ہے انسان خدا کے فضل سے ہی جیتا ہے۔ انسان کو ہمیشہ خدا سے دُعا مانگتے رہنا چاہئے تاکہ ان موسمی بیماریوں سے بچاؤ ہوسکے۔

صفائی اور پاکیزگی ایک بہت بڑی نعمت ہے اسلام نے صفائی کو ایمان کا جز قرار دیا ہے لہٰذا ہر انسان کو چاہئے کہ وہ خاص طور سے صفائی کا خیال رکھے اور روزانہ نہائے اور صاف کپڑے پہنے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام نوع انسان کو گرمی کے بداثرات سے محفوظ رکھے۔ اور بیماریوں سے نجات دے۔ آمین۔

☆☆☆

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند متوجّہ ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے جنوری ۱۹۰٦ء میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ اور حضرت مولانا برہان الدینؓ کی وفات کے بعد ان جیسے علماء اور خدّامِ دین تیار کرنے کے لئے "شاخِ دینیات" کی بنیاد رکھی جو بعد میں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کہلائی۔ اب تک اس ادارے سے سینکڑوں مبلّغ تیار ہوکر اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام کرتے رہے ہیں اور ہنوز کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مذکورہ بالا مقصد کماحقہ تب ہی پورا ہوسکتا ہے جب کہ امراء کرام، صدر صاحبان و مبلغین کرام خدمت دین کا جزبہ رکھنے والے اور اعلی دینی علوم حاصل کرنے کی استعداد و قابلیت رکھنے والے طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلے کے لئے بھجوائیں۔

شرائط داخلہ: جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے درجہ ذیل شرائط ہیں۔

ا۔ درخواست دہندہ نے کسی بھی حکومتی یا سرکاری بورڈ سے میٹرک Second Devision میں پاس کیا ہو نیز انگریزی اور حساب کا مضمون یقینی طور پر پاس کیا ہو اور داخلہ کے وقت طالبِ علم کی عمر 17 سال سے زائد نہ ہو اور غیر شادی شدہ ہو۔

۲۔ 2+ اور B.A پاس کر کے داخلہ لینے والے طالبِ علم کی عمر میں رعایت دی جائیگی۔

۳۔ جامعہ میں داخلہ کا امتحان پاس کرنے کے بعد نور ہسپتال قادیان کے ماہر ڈاکٹر صاحبان کی ایک کمیٹی ہر طالبِ علم کا مکمل طبّی معائنہ کریگی۔ انکی طرف سے مثبت رپورٹ ملنے پر ہی ان کا داخلہ ہوگا۔ اگر دورانِ تعلیم بھی ڈاکٹر صاحبان کی طرف سے طالبِ علم کی صحت کے متعلق منفی رپورٹ موصول ہوئی تو اس کا داخلہ بھی منسوخ کر دیا جائے گا۔

۴۔ داخلہ کے لئے قادیان آنے کے اخراجات خو برداشت کرنے ہونگے۔ داخلہ کے امتحان میں فیل ہو جانے یا کسی ڈاکٹر صاحب کی طرف سے منفی رپورٹ ملنے پر واپس جانے کے اخراجات خود برداشت کرنے ہوں گے۔

۵۔ داخلہ کیلئے آتے وقت قادیان کے موسم کے مطابق گرمی اور سردی کے کپڑے ساتھ لائیں۔ اسی طرح پنجاب کی گرمی اور سردی کے مطابق بستر، لحاف وغیرہ ساتھ لائیں۔

٦۔ امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تحریری امتحان مورخہ 16 جولائی 2011ء بروز ہفتہ ہو گا۔ لہٰذا داخلہ لینے والے طلباء پرنسپل جامعہ احمدیہ کو خط لکھ کر جلد از جلد فارم منگوالیں۔ پھر اس فارم کی تکمیل کر کے مع سندات (میٹرک سرٹیفکیٹ) صدر اور امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ پرنسپل جامعہ احمدیہ کو 30 جون 2011ء تک بذیعہ رجسٹری ڈاک بھجوادیں۔ فارم ہر لحاظ سے مکمل اور درست اور سندات قواعد کے مطابق پائے جانے پر تحریری امتحان کیلئے قادیان بلایا جائے گا۔ یہ اطلاع بذریعہ ٹیلیفون کی جاسکتی ہے۔ رابطہ کیلئے اپنا ٹیلیفون نمبر ضرور لکھیں۔

نصاب برائے داخلہ ٹیسٹ: (1) قرآن کریم ناظرہ صحیح تلفّظ کے ساتھ آنا ضروری ہے۔ (2) قرآن کریم کی آخری دس سورتیں زبانی یاد ہوں۔ (3) دینی معلومات: "نصاب وقفِ نو" (دفتر وقفِ نو کی طرف سے 15-16 سال کی عمر کیلئے جو شائع شدہ ہے) (4) انگریزی کا ٹیسٹ میٹرک کے میعار کا ہوگا۔ (5) اردو چونکہ بہت سے صوبوں میں پڑھائی نہیں جاتی اور نہ بولی جاتی ہے اس لئے داخلہ کیلئے اردو جاننا ضروری نہیں۔ البتّہ طالب علم کے جائزہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ میں اردو کا امتحان بھی لیا جائیگا۔

ضروری نوٹ: ہندوستان کے تمام علاقہ جات میں میٹرک کے امتحان مکمّل ہو چکے ہیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ امتحان 16 جولائی 2011ء کو ہوگا لہٰذہ اس عرصہ میں خواہشمند اُمّید وار مقامی مبلّغ و معلّم یا کسی اور ذریعہ سے قرآن مجید ناظرہ اور اُردو روانی سے لکھنا اور پڑھنا سیکھتے رہیں۔

داخلہ برائے حفظ قرآنِ مجید: جامعہ احمدیہ قادیان میں مدرسہ تحفیظ القرآن بھی قائم ہے۔ اس کا تعلیمی سال بھی 16 جولائی سے شروع ہوتا ہے اس میں داخلہ لینے کیلئے درج ذیل شرائط ہیں۔

(1) امّید وار کی عمر دس سال سے کم نہ ہو۔ (2) کم از کم پانچویں پاس ہو۔ (3) امیدوار کو ناظرہ قرآن مجید صحیح تلفّظ سے پڑھنا آتا ہو۔ (4) قوّتِ حافظہ کا ٹیسٹ لیا جائے گا۔ مثلاً کچھ حصّہ ایک معین عرصہ میں یاد کرنے کیلئے بچے کو دیا جائے گا۔ ان شرائط پر پورا اُترنے والے بچہ کا داخلہ ہوسکیگا، بصورتِ دیگر بچے کو واپس جانا ہوگا۔

نوٹ: داخلہ سے متعلق ہر قسم کی خط و کتابت پرنسپل جامعہ احمدیہ سے کی جائے۔ داخلہ فارم منگوانے اور پھر واپس بھجوانے اور دیگر معلومات کیلئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

Principal Jamia Ahmadiyya, P.O:Qadian,

Distt.Gurdaspur, Punjab Pin-143516

(M)9876376447(H) 01872-221647(o) 01872-223873,Tel:

(پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

احراریوں کے جلسوں کی حقیقت

(از۔ تنویر احمد ناصر۔ نائب ایڈیٹر بدر)

(قسط دوئم)

تسلسل کیلئے دیکھیں اخبار بدر ۲۸ اپریل ۲۰۱۱۔

احراری پارٹی کا قیام اور احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف ان کی چیرہ دستیاں

قارئین کرام ! گزشتہ قسط میں خاکسار نے احراریوں کے جلسوں کی کچھ حقیقت آپ کے سامنے رکھی تھی اور بتایا تھا کہ کس طرح یہ تحفظ ختم نبوت کی آڑ میں مذہبی منافرت پھیلانے کا کام کرتے ہیں۔ اس قسط میں خاکسار احرار کے متعلق بعض تاریخی شواہد اور جماعت احمدیہ کے خلاف احرار کی چیرہ دستیوں کے کچھ نمونے آپ کے سامنے رکھے گا۔

احرار عربی زبان کے لفظ حُرّ سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں آزاد۔ اور احراریوں نے اپنے نام کے مطابق اپنی حرکات سے یہ ثابت بھی کر دکھایا ہے کہ واقعی وہ آزاد ہیں۔ آزاد ہیں ہر طرح کی قید سے۔ آزاد ہیں شریعت کی ہر پابندی سے۔ آزاد ہیں قرآن و رسول ﷺ کی محبت سے۔ آزاد ہیں اسلامی اقدار کی پاسداری سے۔ ایک حقیقی مسلمان جو قال اللہ اور قال الرسول کو ہر لمحہ اپنا دستور العمل بناتا ہے وہ اپنے آپ کو ہر قدم پر اسلامی احکامات کی حدود میں محدود پاتا ہے قدم قدم پر اس کو اسلامی اقدار کا پاس رکھنا ہوتا ہے اُسے راہ چلتے ہوئے راہگیروں کے حقوق کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ گھر میں بیوی بچوں کے حقوق کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی محفل میں ہو تو محفل کے حقوق کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مشرکین کے بتوں کے بارے میں بھی منہ پر کوئی نازیبا حرف نہیں لاسکتا۔ اس صورت حال کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے کہ

الدنیا سجن للمومن و جنت للکافر

یعنی دنیا مومن کیلئے قید خانہ ہے اور کافر کیلئے جنت۔ ختم نبوت کے ان نام نہاد محافظوں نے تحفظ ختم نبوت کی آڑ میں معصوم و مظلوم احمدیوں کے خلاف محاذ جنگ کھول کر، بدزبانیاں کرکے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس نام پر گند اُچھال کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ واقعی وہ آنخضرت ﷺ کے بیان فرمودہ معیار کے مطابق اسلامی قیود و حدود میں نہیں بلکہ ان سے آزادانہ زندگی جی رہے ہیں اور یہ آزادانہ زندگی آنخضور ﷺ کے اس قول کے مطابق ان کے کفر پر گواہ ہے۔

چنانچہ اسلام کا جُبہ اوڑھ کر مسلمانوں کے کندھے پر سوار ہونے والے ناموس رسالت کو داغدار کرنے والے اور شریعت اسلامیہ کی تمام حدود و قیود سے آزاد احراریوں کا اصلی چہرہ دکھاتے ہوئے جناب مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار لکھتے ہیں۔

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
اسلام اور ایمان اور احسان سے بیزار
ناموس پیمبر کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے ہیں یہ اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار
بے گانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے
ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے
سرکار مدینہ سے نہیں ان کو سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(اخبار زمیندار ۲۱؍اکتوبر ۱۹۴۵ء صفحہ ۶)

آنخضرت ﷺ نے ایک حقیقی اور سچے مسلمان کی نشانی یہ بتائی تھی کہ المسلم من سلم المسلمون بیدہ ولسانہٖ

یعنی حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ سے اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور ان کو کسی نوع کی تکلیف ایک مسلمان سے نہ پہنچے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے لئے جو شرائط بیان فرمائیں ان میں سے ایک شرط یہ بھی رکھی کہ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمان کو خصوصاً اپنے ہاتھ سے یا زبان سے کسی نوع کی کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ لیکن جب ہم احراریوں کو جو آنخضرت ﷺ کی محبت کا دم بھرتے ہیں دیکھتے ہیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان کی اس تعریف پر پورا نہیں اُترتے اور آنخضور ﷺ کی بیان فرمودہ منہیات کی واضح نافرمانی کرتے ہوئے اپنی زبان اور ہاتھ سے معصوم احمدیوں کو ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اس کا واضح ثبوت مولانا عبد الرحیم صاحب شہید کی صورت میں نظر آتا ہے۔ جن کو ان نام نہاد احرار اسلام نے صرف اس جُرم میں بڑی بے دردی سے شہید کر دیا کہ وہ ان میں سے نکل کر حضرت مسیح موعودؑ کی پاک جماعت میں شامل ہوگئے۔ عبد الرحیم صاحب تو مسیح موعودؑ پر ایمان لاکر اپنے خون سے شہادت دے کر آخرین میں ہوتے ہوئے اولین سے جاملے اور ان احراریوں نے اپنی شرانگیزیوں اور فتنہ پردازیوں سے خود کو علماء ھم شر من تحت عدیم السماء کے زمرے میں شامل کرلیا۔

قارئین کرام ! آئیے ذرا تاریخ کے آئینہ میں جھانک کر احراریوں کے قیام اور جماعت احمدیہ کے خلاف ان کی چیرہ دستیوں کا جائزہ لیں۔

دسمبر ۱۹۲۹ء میں مولانا ابو الکلام آزاد نے پنجاب کے سابق خلافتی علماء کی ایک نئی مجلس کی بنیاد رکھی جس کا نام مجلس احرار اسلام تجویز کیا گیا۔ چنانچہ عزیز الرحمٰن جامعی ابن مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اپنی کتاب ''رئیس الاحرار'' میں لکھتے ہیں۔

'' ۱۹۲۹ء کے کانگریس کے اجلاس میں ۲۹؍دسمبر ۱۹۲۹ کو مولانا ابو الکلام آزاد نے پنجاب کے سابق خلافتی علماء کی ایک نئی مجلس کی بنیاد رکھی جس کا نام جلس احرار اسلام تجویز کیا گیا۔ چنانچہ عزیز الرحمٰن جامعی ابن مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اپنی کتاب'' رئیس الاحرار'' میں لکھتے ہیں۔

'' ۱۹۲۹ء کے کانگریس کے اجلاس میں ۲۹؍دسمبر ۱۹۲۹ء کو مولانا آزاد کے مشورہ پر آل انڈیا کانگریس کے سٹیج پر چودھری افضل حق صاحب کی صدارت میں مجلس احرار کا پہلا جلسہ ہوا اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری مجلس احرار کے پہلے صدر منتخب ہوئے''۔

اور اس مجلس کی اصلیت لوگوں پر واضح کرتے ہوئے سیاست 15 ستمبر 1931 نے لکھا:-

'' آٹھ اور آٹھ سولہ دن ہوئے کہ پنجاب میں ایک نئی پارٹی نے جنم لیا ہے۔ قارئین کرام اس چوں چوں کے مربے سے بخوبی واقف ہوں گے کہ اس میں کون کون اُلو باٹے اکٹھے ہوئے ہیں۔

اس کا نام ہے'' مجلس احرار'' یہ جماعت معرض ظہور میں کیوں آئی اس کا جواب دینا ضروری ہے اس کے شرکاء وہ لوگ ہیں جو کبھی ملی کانگریس کے دامن سے وابستہ تھے۔ ان کے باپو گاندھی جی مہاراج کی کرپا سے انہیں بھوجن اور پوشن مل جایا کرتا تھا لیکن جہاں کانگریس کا کام تمام ہوا کانگرس سے انہیں طلاق مل گئی اور ان کا روزینہ بند ہوگیا۔

کانگرس سے الگ ہو کر ان کے پاس سوائے ازیں کوئی چارہ کار نہ تھا کہ پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے کوئی نیا پھندا پھیلائیں۔ لہٰذا انہوں نے مجلس احرار اسلام کی طرح ڈالی......عوام حیران ہیں کہ آخر ان احراریوں کو کیا ہوگیا جو یکدم مہاراجہ (کشمیر) کے اشارے پر ناچنے لگ گئے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ:

اے زر تو خدا نیست ولیکن بخدا
ستار العیوب وقاضی الحاجاتی

ان کی بلا سے قوم جہنم میں جائے یا کسی گھاٹی میں گرے انہیں اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے''

(سیاست 15 ستمبر 1931ء صفحہ 3)

قارئین کرام! مجلس احرار جو اتحاد کا دعویٰ کرکے نہ صرف معصوم مسلمانوں کو گمراہ کر رہی ہے بلکہ مسلمانوں سے فنڈز اکٹھا کرکے اپنے پیٹ پال رہی ہے اور صرف اور صرف سیاسی اقتدار کے حصول کیلئے مسلمانوں میں تحفظ ختم نبوت کے نام پر معصوم احمدیوں کے خلاف نفرت کے بیج بو رہی ہے کے قیام کی اغراض و مقاصد کا مکمل خاکہ تو اس وقت بیان کرنا مقصود نہیں لیکن اس قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آغاز سے ہی احراریوں نے ہر اُس تحریک کا کھل کر ساتھ دیا جو مسلمانوں کے دینی اور ملی مفادات کے خلاف تھی چنانچہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ جس وقت نام نہاد احراری جماعت کے بانیان اپنے سیاسی مفادات کے حصول کیلئے اسلام دشمن طاقتوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کرکے اسلام کو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھائے جا رہے تھے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ رہنمائی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قیادت میں آپؓ کی جماعت اسلام دشمن طاقتوں کے مقابل پر ہر خلاف اسلام تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کر رہی تھی۔ جس کا اس دور کے اخبارات میں غیروں کی طرف سے کیا گیا اعتراف بیانات کی شکل میں موجود ہے۔ چنانچہ خود چودھری افضل حق خان صاحب مفکر احرار لکھتے ہیں۔

'' آریہ سماج کے معرض وجود میں آنے سے پیشتر اسلام جسد بے جان تھا۔ جس میں تبلیغی حس مفقود ہوچکی تھی۔ سوامی دیانند کی مذہب اسلام کے متعلق بدظنی نے مسلمانوں کو تھوڑی دیر کے لئے چوکنا کر دیا مگر حسب معمول جلد خواب گراں طاری ہوگیا۔ مسلمانوں کے دیگر فرقوں میں تو کوئی جماعت تبلیغی اغراض کیلئے پیدا نہ ہوسکی۔ ہاں ایک دل مسلمانوں کی غفلت سے مضطرب ہو کر اُٹھا ایک مختصر سی جماعت اپنے گرد جمع کرکے اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے بڑھا۔ اگرچہ مرزا غلام احمد کا دامن فرقہ بندی کے داغ سے پاک نہ ہوا (فرقہ بندی نہ کہیں بلکہ آپؑ نے تو مسلمانوں کو متحد کرنے کے لئے ایک پاک جماعت کا قیام کیا جس نے مسلمانوں کو فرقہ بندی کے داغ سے منزہ کرکے اتحاد کی رسی میں پرونا تھا۔ ناقل) تاہم اپنی جماعت میں وہ اشاعتی تڑپ پیدا کرگیا جو نہ صرف مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لئے قابل تقلید ہے بلکہ دنیا کی تمام اشاعتی جماعتوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ (فتنہ ارتداد اور پولٹیکل قلابازیاں صفحہ ۲۴ ناشر دار التجلید اردو بازار لاہور)

الفضل ماشھدت بہ الاعدا۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ہندوؤں کی تمام خلاف اسلام تحریکات کے مقابلہ کیلئے اپنی جماعت میں جو روح پھونکی اس کا نمایاں اظہار خلافت ثانیہ میں ہوا جبکہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قیادت میں نہ صرف آریہ سماج سے ملکانہ کے میدان میں شدھی کی تحریک میں ٹکر لی اور اس کے خوفناک منصوبوں کو پاش پاش کر دیا بلکہ ہر اس تحریک کو جو مسلمانان ہند کے قومی وملی مفادات کے منافی تھی خاک میں ملا دیا۔

احرار کی طرف سے منظم مخالفت:

قارئین کرام ! یہ وہ دور تھا جب جماعت احمدیہ حضرت مصلح موعودؓ کی جرأت مندانہ قیادت میں حق و معرفت سے لبریز کلمات و خطبات کے ذریعہ حق و صداقت کا پیغام دنیا بھر میں پہنچا رہی تھی اور دوسری

طرف احراری جماعت احمدیہ کو کچل ڈالنے اور تباہ کردینے کی دھمکیاں دے رہے تھے چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ ۲۸ جولائی ۱۹۳۲ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:۔

’’ابھی تھوڑے دنوں کا واقعہ ہے کہ احرار کے لیڈروں میں سے ایک لیڈر نے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے ایک مجلس میں جو صلح کیلئے منعقد ہوئی تھی کہہ دیا کہ ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ ہم احمدیوں کو کچل ڈالیں گے۔ اب انسانی لحاظ سے ہم ان سے کہہ سکتے تھے کہ ہم تم کو کچل ڈالیں گے اور اگر زیادہ نرمی اختیار کرتے تو کہہ دیتے کہ کچل کر تو دیکھو۔ تیسری حالت ڈر جانا تھی کہ نا معلوم کیا ہوگا خدا جانے وہ کیا کردیں گے وہ اتنی بڑی تعداد میں ہیں اور ہم قلیل ہیں لیکن صحیح بات وہی ہے جو میں نے کہہ دی۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر یہ بندوں کی تحریک ہے تو ضرور کچلی جائے گی اور اگر خدا کی تحریک ہے تو ہم کو کیا ڈر ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا‘‘

قارئین کرام! دنیا نے حضرت مصلح موعودؓ کی اس پیشگوئی کو لفظاً لفظاً پورا ہوتے ہوئے دیکھا اور باوجود اس قدر منظّم مخالفت کے جماعت پرتی کرتی چلی گئی اور آج دنیا کے ۱۹۸ ممالک میں خلیفۃ المسیح کی بابرکت قیادت میں ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی جارہی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ ۱۹۲۷ء سے اپنی خداداد بصیرت اور روحانی و کشفی قوت کی بناء پر جماعت کو متنبہ کرتے آرہے تھے کہ وہ زمانہ قریب ہے جس میں رحمان اور شیطان کی آخری جنگ مقدر ہے۔ جس کیلئے جماعت کو بہت زیادہ ہوشیار اور بیدار ہونا چاہئے۔ بہت زیادہ قربانیاں کرنی چاہئیں اور بہت زیادہ زور اور توجہ سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ حضور احمدیوں کو قبل از وقت ہوشیار کرتے ہوئے بتا چکے تھے کہ دس سال کے اندر ہندوستان میں ایسا تغیر ہونے والا ہے جو سچ اور جھوٹ کا فرق کھول کر رکھ دے گا۔

احرار کی احمدیہ مسلم جماعت کے خلاف چیرہ دستیاں

پہلا اینٹی قادیان ڈے:۔ ۱۹۳۲ میں احرار کی طرف سے اخبار ’’احرار‘‘ کے ذریعہ اینٹی قادیان ڈے منانے کا اعلان ہوا۔ جس پر محمد فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور جٹاں نے لکھا ’’مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ جس روز سے اخبار ’’احرار‘‘ جاری ہوا ہے اسی دن سے فرقہ وارانہ جنگ شروع کر رکھی ہے...... ہمیں اس وقت اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ہے نہ کہ جنگ کی جب کبھی ’’احرار‘‘ کا پرچہ دیکھا۔ کہیں قادیانیوں پر لعن طعن ہے اور کہیں اینٹی قادیان ڈے کے سلسلے میں بدکلامی ہے۔ ہمیں تو اس وقت اس کی ضرورت ہے جو ہماری مدد کرے چاہے کوئی ہو۔ میں احراریوں کو خدا اور رسول کا واسطہ دے کر تحریر کرتا ہوں کہ ایسے نازک وقت میں فرقہ وارانہ فساد کو ترک کردیں‘‘۔

احرار نے کھلے بندوں ان خیالات کا بھی اظہار کیا کہ قادیانیت کے خلاف ہماری جنگ مذہبی نہیں بلکہ سیاسی نوعیت کی ہے (اہلحدیث ۲۹ نومبر ۱۹۳۵) اور اس سیاسی نوعیت کی جنگ میں جو ہتھیار احرار نے استعمال کئے وہ بھی ملاحظہ کریں جن کے ماہر ہونے کا خود احرار کو بھی اقرار ہے۔ اخبار آزاد کے خصوصی نمبر ’’احرار نمبر‘‘ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۵۸ء میں لکھا ہے۔

’’یہ بھی کہا جاتا ہے ہے کہ مجلس احرار کے خطیبوں میں جذباتیت، پھکڑ بازی اور اشتعال انگیزی کا عنصر غالب ہوتا ہے...... یہی تو ہماری سب سے بڑی کمزوری ہے کہ ہم حقائق و واقعات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے صرف جذبات سے کام نکالتے ہیں۔ اسی طرح اشتعال انگیزی بھی ہماری تحریکوں، جماعتوں اور قائدوں کی جان ہے۔ آپ بڑے بڑے دیندار بااخلاق اور سنجیدہ متین پہاڑوں کو کھودیں تو اشتعال کا چوہا نکلے گا‘‘

احرار کے ان تینوں ہتھیاروں کا ۱۰ اپریل کے جلسہ میں بھی کھلے طور پر اظہار ہوا چنانچہ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ احرار کی اسی اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں نہایت دلخراش اور روح فرسا مناظر سامنے آئے۔ اور اس کے نتیجہ میں بعض شوریدہ سرلوگوں نے بعض احمدیوں اور خود حضرت مصلح موعودؓ تک کو قتل کرنے کے منصوبے بنائے۔ احرار ہی کی اشتعال انگیزی کا نتیجہ تھا کہ اخبار احسان ۵ فروری ۱۹۳۵ء لاہور نے لکھا:۔

’’مرزائیوں کو شکر کرنا چاہئے کہ وہ صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئے ورنہ جس طرح انہوں نے ان نام نہاد مسلمانوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا تھا جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا اسی طرح وہ مرزائیوں کا بھی صفایا کردیتے‘‘ اس عمومی فتویٰ کے علاوہ احراری خطیبوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات والا صفات کو خاص طور پر اپنی مخالفت کا مرکز بنالیا اور بار بار آپؓ کے قتل کے لئے اکساتے رہے۔ چنانچہ غزنوی خاندان کے ایک امرتسری مولوی صاحب نے ۷ رفروری ۱۹۳۵ء کو ویرووال میں تقریر کرتے ہوئے کہا ’’عنقریب چند یوم میں خلیفہ قادیان قتل کیا جائے گا اور منارہ گرادیا جائے گا۔ نیز نہایت جوش میں یہاں تک کہا کہ پولیس اور گورنمنٹ سن لے کہ ہم جلدی خلیفہ قادیان کو قتل کرادیں گے۔؟‘‘

چنانچہ قتل و غارت کی یہ دھمکیاں رنگ لائے بغیر نہ رہ سکیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو قتل کرنے اور زہر دینے کی متعدد بار کوشش کی گئی۔ جس کا ذکر حضرت مصلح موعودؓ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کے موقع پر کیا ان واقعات میں سے پہلا واقعہ چائے کی پیالی میں زہر ملی ملائی دیئے جانے کا ہے جسے ایک جانثار نے آپؓ تک پہنچنے سے پہلے خود چکھا اور اس کی زبان کٹ گئی۔ دوسرا واقعہ ایک عیسائی کا ہے جو حضورؓ کو قتل کرنے کے ارادہ سے قادیان آیا تھا اور خود اپنی بیوی کے قتل کے جرم میں گرفتار ہوگیا۔ تیسرا واقعہ ایک افغان لڑکے کا ہے جو اپنی شلوار میں چاقو چھپا کر حضور سے ملنے کی خواہش سے آیا تھا جسے عبد الاحد صاحب نے پکڑ لیا اور جبہ تلاشی پر چاقو برآمد ہوا۔ چوتھا واقعہ ایک ایسے شخص کا ہے جو مکان اُمّ طاہر کی دیوار پھلانگ کر اندر آنا چاہتا تھا لوگوں نے اسے پکڑ کر پولیس کے حوالے کردیا۔ پانچواں واقعہ دودھ میں زہر دیئے جانے کا ہے۔ جس کا وقت رہتے پتہ چل گیا۔

قارئین کرام ان تمام واقعات میں ایک چیز صاف نظر آتی ہے اور وہ یہ کہ آپؓ کو جان سے مارنے کی کوشش کی گئی اور وقت رہتے ہی اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو یا تو آگاہ کردیا یا آپؓ کے خدام کی مستعدی سے آپؓ بچ گئے۔ دراصل یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ خدائے قادر کی حفاظت خاص ہے جس طرح ۱۴ سو سال قبل آنحضورؐ کو زہر دینے کی کوشش کی گئی اور آپؐ کے ایک خادم نے پہلے اُسے چکھا جس سے معلوم ہوا کہ کھانے میں زہر ہے۔ اگر واقعی آپؐ جھوٹے ہوتے تو کیا یہ خدائی تائید آپؐ کے شامل حال ہوتی نہیں۔ ہرگز نہیں۔ خدائی تائید و نصرت کے ایسے ہی واقعات یہاں بھی نظر آتے ہیں۔ اگلی قسط میں ہم احرار کی چیرہ دستیوں کے بعض واقعات ان کے انجام کا کچھ ذکر کریں گے۔ انشاءاللہ۔ (باقی) ☆☆☆

کلام حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ

خليفة المسيح الثانی المصلح الموعود

جنابِ مولوی تشریف لائیں گے تو کیا ہوگا — وہ بھڑکائیں گے لوگوں کو مگر اپنا خدا ہوگا
یہی ہوگا نا غصہ میں وہ ہم کو گالیاں دیں گے — سنائیں گے وہ کچھ پہلے نہ جو ہم نے سنا ہوگا
ہم اُن کی تلخ گفتاری پہ ہرگز کچھ نہ بولیں گے — جو بگڑے گا تو اُن کا مُنہ ، ہمارا حرج کیا ہوگا
وہ کافر اور ملحد ہم کو بتلائیں گے منبر پر — ہمارے زندقہ کا فتویٰ سب میں برملا ہوگا
کہیں گے قتل کرنا اس کا جائز بلکہ واجب ہے — جو اِس کو قتل کردے گا وہ محبوب خدا ہوگا
جو اس کا مال لوٹے گا وہ ہوگا داخل جنت — جو حملہ اس کی عزت پر کرے گا باصفا ہوگا
ہراک جاہل یہ باتیں سن کے بھر جائے گا غصہ سے — ہمارے قتل پر آمادہ ہر چھوٹا بڑا ہوگا
وہ جن کے پیار واُلفت کی قسم کھاتے تھے ہم اب تک — ہر اِک اُن میں سے کل پیاسا ہمارے خون کا ہوگا
اکا برجمع ہوکر بھنگیوں کے گھر بھی جائیں گے — کہیں گے گر کروگے کام ان کا تو برا ہوگا
اگر سودے کی خاطر ہم کبھی بازار جائیں گے — ہر اک تاجر کہے گا جامیاں ورنہ برا ہوگا
ہمارے واسطے دنیا بنے گی ایک ویرانہ — سوا اُس یارِ جانی کے نہ کوئی دوسرا ہوگا
ہمیں وہ ہر طرف سے ڈھانپ لے گا اپنی رحمت سے — جو آنکھوں میں بسا ہوگا تو دِل میں وہ چھپا ہوگا
سمجھتے ہو کہ یہ سب کچھ ہمارے ساتھ کیوں ہوگا؟ — یہ ظلم ناروا کس وجہ سے ہم پر روا ہوگا ؟
ہمارا جرم بس یہ ہے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں — کہ جب ہوگا اِسی اُمت سے پیدا رہنما ہوگا
نہ آئے گا مسلمانوں کا رہبر کوئی باہر سے — جو ہوگا خود مسلمانوں کے اندر سے کھڑا ہوگا
ہمارے سید و مولیٰ نہیں محتاج غیروں کے — قیامت تک بس اب دورہ اُنہی کے فیض کا ہوگا

جو اپنی زندگی اُن کی غلامی میں گزارے گا
بنے گا رہنمائے قوم فخر الانبیا ہوگا

شریف جیولرز ربوہ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد ربوہ

00-92-476214750فون ریلوے روڈ

00-92-476212515فون اقصیٰ روڈ ربوہ پاکستان

M/S ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300,200.

Tata Hitachi, Ex 200, Ex 70, JCB, Dozer, etc. on Hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack - 754221

Tel.: 0671 - 2112266,Mob: 9437078266/ 9437032266/ 9438332026/943738063

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 29ر دسمبر 2010ء کو قبل از نماز ظہر وعصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم ذوالفقار احمد ملک صاحب (آف ریڈبرج یوکے) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

مرحوم 24ر دسمبر 2010ء کو بعارضہ کینسر 45 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت کرم داد صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ نہایت مخلص نیک اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بچے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ممتاز احمد ملک صاحب (صدر جماعت نوٹنگھم) کے چھوٹے بھائی تھے۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم مولانا تاج الدین صاحب لائلپوری مرحوم ۔ سابق ناظم دارالقضاء) مرحومہ 22ر نومبر کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، نہایت دعا گو اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بہت پیار اور وفا کا تعلق تھا۔ شوہر کی وفات کے بعد اپنی اولاد کی تربیت اور پرورش کی ذمہ داری بہت احسن رنگ میں نبھائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم چوہدری منور احمد نعیم صاحب (صدر جماعت میامی ۔امریکہ) کی والدہ تھیں۔

(2) مکرم چوہدری محمد اسلم ناصر صاحب (ابن مکرم چوہدری نور حسن صاحب جھنگل ۔ گوجرہ) مرحوم 25ر اکتوبر کو 70 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ نے اپنے گاؤں چک نمبر 297۔ ج ب گوجرہ میں مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا اور اپنی اولاد اور سب عزیز و اقارب کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ واقفین زندگی اور جماعتی کارکنان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے ۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم چوہدری تنویر احمد صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد رشتہ ناطہ میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(3) مکرم رانا عبد الکریم صاحب (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور) مرحوم 5ر دسمبر 2010ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے وحدت کالونی لاہور میں سیکرٹری مال اور صدر حلقہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نماز روزہ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو، نہایت شفیق اور غریب پرور انسان تھے۔

(4) مکرمہ مسرت احمد صاحبہ (اہلیہ مکرم مبشر احمد صاحب) 3ر دسمبر 2010ء کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا تعلق حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہے۔ آپ کے میاں شادی کے آٹھ سال بعد ایک نفسیاتی مرض میں مبتلا ہوگئے تھے۔ آپ نے ان حالات کو نہایت حوصلہ سے برداشت کیا اور تنگی ترشی کے ہر حال میں ہمیشہ صابر وشاکر رہیں۔ بچوں کی نیک تربیت کی اور ان میں خدمتِ دین کا شوق پیدا کیا۔ خلافت احمدیہ سے بڑا گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ بڑی نافع الناس شخصیت کی مالک تھیں اور ہمہ وقت دوسروں کی مدد کے لئے مستعد رہتی تھیں۔ آپ نے پاکستان اور جرمنی میں لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔

(5) مکرم عبد المجید شاہد صاحب (ابن مکرم چوہدری نور محمد صاحب مرحوم آف علی پور) 20ر مئی 2010ء کو ہارٹ فیل ہونے سے 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نماز باجماعت کے پابند، کم گو، نہایت درجہ ملنسار اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے مخلص اور باوفا انسان تھے۔ آپ مکرم مولانا احمد خان نسیم صاحب مرحوم (سابق ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد) کے داماد اور مکرم نسیم مہدی صاحب (مشنری انچارج امریکہ) کے بہنوئی تھے۔

(6) مکرمہ عائشہ صدیقہ صاحبہ (اہلیہ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب ۔ جرمنی) مرحومہ دو ہفتے ایمرجنسی وارڈ میں رہنے کے بعد 8ر دسمبر 2010ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کا بچپن قادیان کے پاکیزہ ماحول میں گزرا۔ نیک، صوم وصلوۃ کی پابند اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) مکرم عبد الباسط صاحب (صدر جماعت ڈیٹسن باخ جرمنی) گزشتہ دنوں کار ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوگئے تھے اور کچھ عرصہ قومہ میں رہنے کے بعد 30ر نومبر 2010ء کو 64 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ نے ڈیٹسن باخ جرمنی میں لمبے عرصہ تک صدر حلقہ کے علاوہ مختلف جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ نماز باجماعت کے پابند، نرم مزاج، ملنسار اور دھیمی طبیعت کے مالک نہایت مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ روبینہ اکرام صاحبہ (بنت مکرم شیخ محمد اکرام صاحب ۔ نوید جنرل سٹور ربوہ) اپنے والد مکرم شیخ محمد اکرام صاحب کی وفات کے صرف 22 دن بعد 5ر دسمبر 2010ء کو 45 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے ایک لمبی بیماری کا وقت بڑے صبر کے ساتھ مولا کی رضا پر راضی رہتے ہوئے گزارا ہے۔ نیک مخلص خاتون تھیں۔

(9) عزیزم حسان احمد مبشر (ابن مکرم ضیاء اللہ مبشر صاحب مربی سلسلہ جاپان) آپ بچپن سے ہی Brain demilination کی وجہ سے بیمار چلے آرہے تھے اور طویل علالت کے بعد 10ر دسمبر 2010ء کو 10 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 30ر دسمبر 2010ء قبل از نماز ظہر وعصر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب (آف کرائیڈن) کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔**

مرحوم 26ر دسمبر 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کے والد مکرم چوہدری عبد العزیز صاحب اور دادا حضرت چوہدری مولا داد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ 1963ء میں انگلستان آئے اور 1965ء میں کرائیڈن جماعت کے پہلے صدر مقرر ہوئے۔ تبلیغ کا بھرپور جذبہ رکھنے والے نڈر اور فدائی احمدی تھے۔ پسماندگان میں آپ کی دو اہلیہ تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار ہیں۔ آپ کے بیٹوں مکرم داؤد احمد صاحب ناصر آف جرمنی اور مکرم چوہدری محمد الیاس صاحب آف کرائیڈن اور مکرم منصور احمد صاحب کو جلسوں کے موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح کی موجودگی میں نظمیں پڑھنے کی سعادت ملتی رہی ہے۔

نماز جنازہ غائب:

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔ **(1) مکرم لطف المنان خان صاحب (آف کیلیفورنیا۔ امریکہ)** مرحوم 4ر اگست 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ حضرت نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت مولانا حکیم فضل الرحمان صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ نہایت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم چوہدری فضل احمد صاحب وڑائچ (آف چک 71 ضلع سرگودھا) 3ر دسمبر 2010ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ آپ کو جماعتی خدمات کا بے حد شوق تھا اور لمبا عرصہ اپنے گاؤں میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، دعا گو، نماز باجماعت کے پابند، چندوں میں باقاعدہ اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور چھ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ امینہ سلطانہ صاحبہ (اہلیہ مکرم غلام رسول صاحب مرحوم) 18ر دسمبر 2010ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے عرصہ دراز تک صدر لجنہ اماء اللہ بھلوال شہر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ نیک مخلص، صوم وصلوۃ کی پابند، دعا گو، غریب پرور، مہمان نواز، غیرت مند اور خلافت کی فدائی وجود تھیں۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم عبد القادر بلوچ صاحب (آف کراچی)

13ر نومبر 2010ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے مجلس انصار اللہ کراچی کے منتظم صحت جسمانی اور منتظم خدمت خلق کے

(باقی صفحہ 6 پر ملاحظہ فرمائیں)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

مسیح موعودؑ کو دیکھا آپؑ نے پوچھا کہ کیوں بیعت کرنا چاہتی ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپؑ کی باتیں درست اور معقول ہیں ۔ اس لئے بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے بعد خواب میں ہی بیعت کرلی۔ اس کے بعد محسوس ہوا کہ خواب حقیقت سے بھی زیادہ واضح تھی۔

حضور انور نے بورکینا فاسو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں کے معلم نے اپنے زیر تبلیغ دوست زیلا ابوبکر کو کہا کہ اگر تم جماعت احمدیہ کی سچائی پرکھنا چاہو تو میں ایک نسخہ بتاتا ہوں۔ تم روزانہ بلا ناغہ دو نفل نماز ادا کرو۔ اور اس میں صرف اور صرف جماعت احمدیہ کی سچائی دریافت کرو۔ انشاء اللہ خدا تعالیٰ تمہاری رہنمائی فرمائے گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور ایک دن خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی جو سفید فام ہے، نے کہا کہ اوپر چڑھ آؤ۔ لگتا تھا کہ وہ سفید فام آدمی زمین سے اُوپر کی طرف کرسی پر ہے اور ہمیں بلا رہا ہے ۔ زیلا صاحب کہتے ہیں کہ خواب میں خاکسار اور ہمارے گاؤں کا امام ساتھ تھے۔ جب اُس سفید فام آدمی نے ہمیں اُوپر چڑھنے کی طرف دعوت دی تو خاکسار تیزی کے ساتھ اُوپر چلا گیا اور امام صاحب نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور کہا کہ میں نہیں جاتا۔ بعد میں جب ان کو تصاویر دکھائی گئیں تو انہوں نے کہا کہ یہ حضرت مسیح موعودؑ ہی تھے جو ان کی خواب میں آئے تھے جو ہمیں بلا رہے تھے چنانچہ انہوں نے بیعت کرلی۔

محمود عیسیٰ صاحب شام کے ہیں کہتے ہیں کہ میرا ایم ٹی اے سے تعارف میرے کزن کے ذریعہ ہوا۔ جو ڈاکٹر ہے اور مکذبین میں شامل ہے۔ اس نے بطور تمسخر بتایا کہ ایک شخص امام مہدی ہونے کا دعویدار ہے اور اس کے متبعین ہر جگہ موجود ہیں اور اس کی وفات پر ۱۰۰ سال گذر چکے ہیں۔ شروع میں مجھے بہت مایوسی ہوئی کہ امام مہدی آکر چلا بھی گیا اور مجھے معلوم بھی نہ ہوا جبکہ میں خاص طور پر انتظار کررہا تھا کہ وہ آکر امۃ مسلمہ عربیہ کو آزادی دلائیں گے میں نے دل میں کہا کہ یہ شخص آزاد کرنے والا کیسے ہوسکتا ہے جبکہ کسی نے اس کی بیعت نہیں کی ۔ بہرحال میں نے اپنے کزن سے کہا کہ شاید یہ لوگ سچے ہوں لیکن اس نے میری بات نہیں سنی۔ لکھتے ہیں کہ میں ایک لامذہب آدمی تھا۔ شراب بھی پی لیتا تھا لیکن اس کے باوجود مجھے ہمیشہ حق وعدل کی تلاش رہی۔ چار سال قبل میں نے خواب میں رسول کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ ایک خیمے میں ہیں اور آپؐ کے گرد صحابہ جمع ہیں۔ میں نے آگے ہوکر دیکھا کہ ایک چمکتے دمکتے چہرے والا انسان ہے جب میں نے اردگرد کے لوگوں سے پوچھا کہ اس شخص کی تو داڑھی نہیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ رسول کی بعثت سے پہلے کی شکل ہے۔ پھر دو سال قبل جب میں نے ایم ٹی اے دیکھنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ وہ شکل جو میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں۔

کہتے ہیں میں نے بیعت میں تاخیر اس لئے کی کہ میرے اعمال اچھے نہیں تھے اور میں جماعت میں داخل ہوکر جماعت کو بدنام نہیں کرنا چاہتا تھا حضور نے فرمایا کہ یہ سوچ ہے نئے آنے والوں کی اور یہ لمحہ فکریہ ہے پرانوں کیلئے۔

آخر پر حضور انور نے بعض شہدا اور وفات شدگان کا ذکر کیا اور انکی نماز جنازہ بھی پڑھائی۔

☆☆☆

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-220757
Tel. : (0091) 1872-221702
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 60 Thursday 12 May 2011 Issue No. 19

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 350/-
By Air : 35 Pounds Or 60 U.S. $
: 40 Euro
: 65 Canadian Dollar

حق کی تلاش کرنے والے خالی الذہن ہوکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق خدا تعالیٰ سے رہنمائی چاہیں اور بغیر سوچے سمجھے تکفیر بازی سے کام نہ لیں

خدا تعالیٰ اخلاص سے عاجزانہ دعائیں کرنے والوں کی ضرور رہنمائی فرماتا ہے

خدا تعالیٰ سے رہنمائی پاکر امام الزمان پر ایمان لانے والے مخلصین کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29 اپریل 2011 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی بعض کتب میں حق کی تلاش کرنے والے علماء اور صلحاء کو اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ بلاوجہ تکفیر کے فتوے لگانے اور علماء کے پیچھے چلنے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئے لیکن شرط یہ ہے کہ خالی الذہن ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ رہنمائی کرے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ایک کتاب نشان آسمانی میں یہ طریق بتایا ہے کہ توبۃ النصوح کرکے رات کو دو نفل نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین پڑھے۔ دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہیں کہ تو پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اس شخص کے بارے میں مجھ پر حق کھول دے فرمایا اپنے نفس سے خالی ہوکر یہ استخارہ کرنا شرط ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر دل بغض سے بھرا ہوا اور بدظنی غالب ہو تو پھر شیطانی خیالات ہی آئیں گے۔ اسی طرح آپ نے کتاب ''البریہ'' میں بھی علماء اور صلحا کو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہنے کی تجویز دی۔ فرمایا لیکن بغض سے بھرے ہوئے علماء اس تجویز پر کبھی عمل نہیں کرتے اور عوام الناس کو بھی اپنے ساتھ ڈبو رہے ہیں۔ اس کے باوجود بہت سے سعید فطرت ہیں جو اس نسخے کو آزماتے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔ بعض سعید فطرت نیکی کی تلاش میں رہتے ہیں ان کی بھی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی سچائی کو ظاہر کرنے کیلئے اُن لوگوں کی رہنمائی فرماتا چلا جارہا ہے جو حق کی تلاش میں سنجیدہ ہیں۔ فرمایا اس وقت میں ایسے ہی لوگوں کے چند واقعات پیش کروں گا۔ تبشیر کی رپورٹ کے مطابق ایک مصری دوست عبد بکر محمد بکر صاحب نے فون پر بتایا کہ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کے بیان فرمودہ طریق کے مطابق استخارہ کیا اور دُعا کی تو اُسی رات خواب میں دیکھا کہ میں اپنے ایک سلفی رشتہ دار کو بڑے جوش سے ہاتھ کی انگلی ہلاتے ہوئے کچھ کہہ رہا ہوں۔ لیکن میرے الفاظ مجھے سنائی نہیں دیتے۔ اگلے دن پھر اسی طریق پر دُعا کی اور یہ بھی عرض کیا کہ یا اللہ مجھے کوئی واضح چیز دکھا۔ چنانچہ میں نے پھر وہی رویا دیکھا کہ میں اپنے اُس رشتہ دار کے سامنے ہاتھ کی انگلی لہراتے ہوئے کہتا ہوں کہ واللہ العظیم اِنَّ الجماعۃ الاحمدیۃ جماعۃ الحق کہ خدائے عظیم کی قسم یقیناً جماعت احمدیہ سچی جماعت ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کی توفیق دی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ایک دن دُعا کرکے نہ بیٹھ جاؤ بلکہ کم از کم سنجیدگی سے دو سے تین ہفتے دُعا کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ امریکہ کے ایک دوست لکھتے ہیں کہ عبد السلیم صاحب جو پہلے مسلمان تھے پھر عیسائی ماحول ہونے کی وجہ سے عیسائی ہوگئے بعد ازاں پھر ایک مسلمان کی کوشش سے مسلمان ہوئے۔ ان کی دوستی ہمارے ایک مبلغ سے ہوئی اور یہ ہماری مسجد میں آنے لگے انہیں احمدیت کے متعلق بتایا۔ مطالعہ کیلئے لٹریچر دیا اور انہیں بتایا کہ وہ دعا کرکے اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کریں۔ چنانچہ انہوں نے استخارہ کیا تو خواب میں حضرت مسیح موعودؑ نظر آئے۔ اگلے روز وہ غیر احمدیوں کی مسجد میں گئے۔ وہاں عرب سے کوئی شیخ آئے ہوئے تھے۔ عبد السلیم صاحب نے شیخ صاحب سے کہا کہ قرآن و حدیث کے مطابق یہ زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا ہے۔ چنانچہ میں نے دُعا کی کہ اے خدا تو مجھے بتا کہ کیا امام مہدیؑ آگئے ہیں اور اگر آگئے ہیں تو کون ہیں؟ خواب میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی آئے۔ شیخ نے ان سے کہا کہ یہ شیطانی خواب ہے۔ تم کثرت سے تعوذ اور درود شریف پڑھو۔ چنانچہ انہوں نے کثرت سے تعوذ اور درود شریف پڑھا۔ اور پھر وہی خواب دیکھی چنانچہ یہ دوبارہ شیخ کی مجلس میں گئے اور بتایا تو شیخ نے پھر کہا کہ یہ شیطانی خواب ہے سلیم صاحب نے کہا کہ عجیب بات ہے میں کثرت سے درود شریف پڑھتا ہوں۔ تعوذ پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ اے اللہ تو میری رہنمائی کر لیکن آپ کے مطابق اللہ تعالیٰ تو مجھے جواب نہیں دیتا مگر شیطان جواب دیتا ہے۔ یہ جواب سن کر مسجد میں شور پڑ گیا اور انہوں نے کہا کہ اسے مسجد سے باہر نکالو یہ پلید ہے۔ بہرحال یہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سارا واقعہ احمدی مبلغ کو سنایا اور کہا کہ مجھے شرح صدر ہوگئی ہے کیونکہ شیخ کے پاس تو اس کا کوئی جواب نہیں اور اب میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی۔ چنانچہ اُسی روز حضرت مسیح موعودؑ ان کو خواب میں ملے اور احمدیت قبول کرنے پر مبارکباد دی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ نام نہاد علماء اور شیخ گذشتہ دس سال سے جماعت کے خلاف لوگوں کو ورغلاتے چلے جارہے ہیں اور آج بھی حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ بڑی شان سے پورے ہورہے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں اور آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اب تک زندہ رکھا ہے اور میری جماعت کو بڑھا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ تو ہمارے درمیان موجود نہیں لیکن آپؑ کی جماعت کا بڑھنا اور آپ کا لوگوں کی خوابوں میں آنا۔ یہی آپؑ کی زندگی کا ثبوت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے محمد یحییٰ صاحب کا ذکر فرمایا وہ کہتے ہیں کہ میں نے چند ماہ قبل بیعت کی توفیق پائی جس کا سہرا میرے بیٹے سلیم کے سر ہے۔ جسے مختلف چینل دیکھنے کا شوق ہے اور اسی دوران اُسے ایم ٹی اے مل گیا جہاں پروگرام الحوار المباشر جاری تھا۔ چنانچہ اس نے کئی پروگرام دیکھے اور پروگرام کے دوران فون بھی کئے اور مطالعہ بھی کیا جب کوئی بات خلاف شریعت نظر نہ آئی اور واضح دلائل سنے تو بیعت کرلی۔ لیکن میں نے بیعت سے قبل استخارہ کیا اور خدا سے التجاء کی کہ مجھے اس شخص کی حقیقت بتادے۔ تو میں نے خواب میں کچھ لوگوں کو ان کے گھروں میں دیکھا کہ وہ شدید آندھی کا سامنا کررہے ہیں۔ وہ اپنے گھر کے باہر والے اُس پردے کو پکڑنے کی کوشش کررہے ہیں جو باہر سے اُن کے برآمدے کو ڈھانپتا ہے۔ لیکن وہ اُسے پکڑ نہیں سکتے اور پردہ اُوپر ہوا میں اُٹھ جاتا ہے اور وہ بے پردہ ہوجاتے ہیں اور گھر کے اندر سے چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔ اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ جیسے حقیقت میں ایک بڑا زلزلہ برپا ہوگیا ہے۔ اس پر میں نے نہایت مرعوب آواز میں کلمہ شہادت پڑھا۔ اور تین بار دہرایا اُس کے بعد سکون ہوگیا۔ جب میں بیدار ہوا تو میری آنکھیں خدا کے خوف کی وجہ سے آنسوؤں سے تر تھیں۔ کہتے ہیں اُس خواب سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی حقیقت مجھ پر واضح ہوگئی۔

حضور انور نے مکرم جمیل صاحب کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے لبنان سے بیعت کی تھی انہوں نے اپنی بہن یاسمین صاحبہ کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ لیکن وہ قائل نہ ہوتی تھیں۔ انہوں نے ایک خواب کی بنا پر بیعت کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ وہ لکھتی ہیں کہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے طلب ہدایت کیلئے بہت دُعا کی۔ رات کو سونے سے قبل حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت پڑھ رہی تھی۔ اسی دوران نیند آگئی ۔ حضرت

120 واں جلسہ سالانہ قادیان 26-27-28 دسمبر 2011 بروز سوموار، منگلوار، بدھوار

احباب جماعت کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 120 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2011ء کی ازراہ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمد للہ علی ذالک۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلسہ مورخہ 26-27-28 دسمبر بروز سوموار۔ منگلوار اور بدھوار منعقد ہوگا۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس للٰہی اور بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کیلئے ابھی سے نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔ احباب جماعت بالخصوص زیر تبلیغ افراد کو اس جلسہ میں شرکت کی تحریک کرتے رہیں۔ تا زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ نیز جلسہ سالانہ کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان